# تدریس قرآن و حدیث

برائے طلبہ و طالبات انجینئرنگ یونیورسٹی اور الحاق شدہ کالجز

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسرائیل فاروقی
شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور



مکتبہ افکارِ اسلامی

# تدریس قرآن وحدیث

برائے طلبہ و طالبات
انجینئرنگ یونیورسٹی اور الحاق شدہ کالجز

مؤلفین


پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور



مکتبہ افکارِ اسلامی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب

# تدریس قرآن وحدیث

نام مؤلفین ـــــــــ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی، ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

اشاعت ـــــــــ نومبر ۲۰۲۰ء

ناشر ـــــــــ مکتبہ افکارِ اسلامی

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ®

Ph 0300-0997821 , 0321-8661763

www.facebook.com/maktabaislamia1

maktabaislamiainfo@gmail.com

www.maktabaislamia.com.pk

لاہور G/F-26 بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37244973 - 37232369

فیصل آباد بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد

041-2631204 - 2641204

# فہرست مضامین


- مقدمہ ..... 5

## حصہ اوّل: عقائد اسلام

- **توحید** ..... 8
- توحید کی اہمیت ..... 12
- توحید کی اقسام ..... 16
- **رسالت** ..... 22
- مختصر حالات: سید المرسلین خاتم النّبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ..... 23
- رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کے فضائل ..... 30
- رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات ..... 34
- خاتم النّبیین ..... 34
- **یوم آخرت پر ایمان** ..... 37

## حصہ دوم: القرآن الحکیم

- قرآن مجید کے محاسن ..... 55
- **قرآن کریم کی جمع و تدوین** ..... 59
- سورۃ الحجرات ..... 63
- سورۃ المائدۃ ..... 83

- سورۃ الفرقان ..... 116
- عبادالرحمٰن کی خصوصیات ..... 118


## حصہ سوم: اسلام اور جدید سائنس


- قرآن حکیم اور سائنس ..... 128


## حصہ چہارم: اخلاقیات


- ا: آیاتِ قرآنیہ ..... 144
- ب: احادیث مبارکہ ..... 148

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

اسلام دین حق ہے۔ اس کے عقائد سچے اور خالص ہیں، اس کی عبادات سادہ اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں اور اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں جن کی سیرتِ مطہرہ بنی نوع انسان کے لیے اسوۂ حسنہ ہے، آپ سب سے عظیم انسان ہیں جس کا اعتراف بعض انصاف پسند غیر مسلموں نے بھی کیا ہے۔ انگریز مصنف مائیکل ہارٹ تاریخ انسانی کے سو بڑے آدمیوں کی فہرست مرتب کرنے بیٹھا تو اس کو سرِ فہرست رکھنے کے لیے پیغمبرِ اسلام کی ذاتِ ستودہ صفات کے سوا کسی اور ہستی کا نام نظر نہ آیا۔

اسلام اپنی انسانیت نواز خوبیوں کے باعث روزِ اوّل سے مسلسل پھیلتا آ رہا ہے۔ آج دنیا بھر میں ڈیڑھ ارب کے لگ بھگ انسان اسلام کے حلقہ بگوش ہیں اور اس زمانے میں دیارِ مغرب میں اسلام کے فروغ کی رفتار بوجوہ تیز ہوگئی ہے اور امریکہ اور یورپ میں قبولِ اسلام کی شرح میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ اسلام کی حقانیت وصداقت کی وجہ سے ہے۔ اگر مسلمان باہمی انتشار اور فرقہ پرستی سے بچیں اور اپنے اخلاق وکردار کو بہتر بنائیں تو اس اضافے میں مزید اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ وما ذلك على الله بعزيز.

سلسلہ انبیاء کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں اور اسلام آخری اور حتمی دین ہے جو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے جامع اور عالمگیر منبع ہدایت ہے۔ اسی فکری وعملی دعوت کو جامعہ کے طلباء تک پہنچانے میں شعبہ علومِ اسلامیہ گزشتہ نصف صدی سے نہایت اخلاص سے مصروفِ عمل ہے۔ ہم اس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوشاں اور دعا گو ہیں۔ ہم اپنے عزیز طلبہ وطالبات سے بھی دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب 'تدریس قرآن وحدیث' (برائے سال اول) انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے

طلباء کے لئے مرتب کی گئی ہے۔ تاہم دیگر اہل اسلام کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔

ہماری اس جامعہ اور اس سے ملحقہ اداروں میں فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ اور مطالعہ پاکستان میں بطور لازمی مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔ تعلیم اسلامیات و مطالعہ پاکستان سے جذبۂ اسلامی اور جذبۂ حب الوطنی بیدار ہوتا ہے۔ اس کے ہمارے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس مضمون کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے طلباء اچھے انجینئر کے ساتھ ساتھ اچھے اور باکردار مسلمان بھی بنیں۔

آخر میں مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ کے تحت ہم اپنے شعبہ کے ان اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن کے حسنِ توجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

قارئین کرام کو اگر کہیں تشنگی یا غلطی محسوس ہو تو ہمیں آگاہ کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے سینوں کو فہم قرآن و حدیث کے لئے کھول دے۔ واللہ الموفق

**مؤلفین**

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

## حصہ اوّل

# عقائدِ اسلام

# توحید

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''آپ ان سے پوچھیے کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے۔ اِس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو (تو ضرور ایسا کرو)۔''

سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۲-۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ ❷

''اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا وہ اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کی تکان نہ ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔

---

❶ ٤٦/ الاحقاف: ٤.

❷ ٤٦/ الاحقاف: ٣٢-٣٣.

ہاں بیشک وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

۱: ''توحید'' تین چیزوں کا نام ہے: اللہ کی ربوبیت کی پہچان، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس سے تمام شریکوں کی نفی کرنا۔

۲: توحید اکیلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔

۳: شریعت میں توحید اس کو کہتے ہیں کہ ''اللہ کے حقوق صرف اللہ کو دیئے جائیں اور وہ تین ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء وصفات کا حق۔

اِن تینوں تعریفات سے ''توحید'' کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے اکیلے اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق و مالک ماننا، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالانا اور اس کے اسماء و صفات میں اسے یکتا تصور کرنا۔

## کلمۂ توحید

کلمۂ ''توحید'' وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء ورسل علیہم السلام دعوت دیتے رہے یعنی پہلے جزو میں تمام معبودان باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں صرف اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کا اثبات ہے۔ گویا اس کلمے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودان باطلہ کا انکار کیا جائے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تمام عبادات کا مستحق گردانا جائے۔ یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

﴿ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾ [1]

''اور تم سب کا معبود ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔''

ایک الٰہ کی عبادت ہی دراصل توحید ہے، جو عقیدہ توحید کا اقرار نہیں کرتا گویا اس نے اللہ کی عبادت ہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت کے تمام اوصاف میں یکتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کا انتہا

[1] ۲/ البقرة: ۱۶۳.

درجے کا محبوب ہے اور یہی کہ جو مومن ہیں ان کی تمام امیدیں اس لاشریک ذات کے ساتھ وابستہ ہیں یہی مفہوم ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ کا ہے۔اس لئے فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ ﴾ ❶

''لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہی جو دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں، وہ ان سے اس طرح محبت رکھتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت ہونی چاہیے اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہوئے ہیں ان کی محبت اللہ سے ہی شدید ترین ہوتی ہے۔اے کاش جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انہیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری کی ساری قوت اللہ کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔''

## لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم

﴿ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ ﴾ قوت، اختیار اور تصرف صرف اللہ کے پاس ہے۔

۱: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

۲: اللہ کے سوا کوئی محبت کے لائق نہیں ہے۔

۳: اللہ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور صاحب قوت نہیں ہے۔سارا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔

۴: اللہ کے سوا کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جس سے کوئی امید، لالچ یا طمع رکھی جائے۔

۵: اللہ کے سوا کوئی اور ذات نہیں جس سے خوف یا ڈر رکھا جائے۔

## وہ اول وواحد ہے

وہ اول ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ذات ہے وہ غنی ہے، کسی کا محتاج نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

❶ ۲/ البقرة: ۱٦٥.

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔''

اس کی ذات پاک پر زوال نہیں، اس کے لئے ساری سرداری شایان شان ہے، اسی کی ذات ساری کائنات کے لئے ملجا و ماوٰی ہے۔ جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کیونکہ شجرہ نسب پر پیدائش کا ہونا صفات مخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ [1]

''اللہ کے سوا جو ہمیشہ رہنے والا اور سب مخلوق کو تھامنے والا ہے کوئی اور معبود نہیں نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اسی کی ہیں، کوئی نہیں جو بلا اجازت اس کے پاس کسی کی سفارش کرے وہ سب لوگوں کے آگے اور پیچھے کی چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جان سکتے مگر اسی قدر جو وہ سکھائے اس کی کرسی کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے وہ اُن کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے اور وہی بلند بڑی عظمت والا ہے۔''

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ

[1] ۲/ البقرة: ۲۵۵.

مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۚ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ ❶

''کہہ دیجئے! اے اللہ! تمام سلطنت کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ بھلائی سب تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کاموں پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو زندوں کو مردوں سے نکال لیتا اور مردوں کو زندوں سے الگ کر دیتا ہے اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

﴿ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾ ﴾ ❷

''وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا اس کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کی بیوی بھی نہیں اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ معبود برحق تمہارا پالنہار ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا پس تم اسی کی عبادت کرو وہ ہر ایک چیز پر نگہبان ہے اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں اور وہ سب آنکھوں کو پاتا ہے اور وہ بڑا ہی باریک بین باخبر ہے۔''

## توحید کی اہمیت

- ''توحید'' دین اسلام کی بنیاد ہے۔
- ''توحید'' سب سے پہلا فرض ہے جس کا اقرار کرنا اور اسے دل و جان سے قبول کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔
- ''توحید'' وہ چیز ہے جس کے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

❶ ٣/ آل عمرٰن: ٢٦-٢٧ . ❷ ٦/ الانعام: ١٠١-١٠٣ .

- ''توحید'' ہی وہ چیز ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں (انبیاء ورسل علیہم السلام) کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت میں لگائیں۔
- ''توحید'' ہی وہ اساسی فریضۂ دین ہے جو ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔
- ''توحید'' ہی وہ چیز ہے کہ اگر اسے کما حقہ قبول کر لیا جائے، اور اسی طرح موت آئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

## انبیاء کی دعوت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت کے عقیدہ کو بنیادی اہمیت عطا کی ہے۔ دنیا میں جب بھی کوئی رسول اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا تو اس نے سب سے پہلے اللہ کی توحید اپنی قوم کے لوگوں کو سکھائی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [1]

''اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہم نے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم صرف میری ہی عبادت کرو۔''

تمام انبیاء کرام اس نظریہ توحید پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں یہ خبر دے کر کہ یہ ساری کائنات جو بنی آدم کے گرد و پیش پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ ہی نے سب کو وجود بخشا ہے، سر و سامان عطا کیا ہے، زندگی کی ضروریات بخشی ہیں، مادی وسائل و اسباب بھی دیئے ہیں، اور روحانی ہدایت و اخروی سعادت کا انتظام بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ اپنے کاموں میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہی سب کا پروردگار ہے اور متصرف و مختار ہے، زندگی وہی دیتا ہے اور موت بھی اسی کے حکم سے آتی ہے، نفع و نقصان کا اختیار اس کے سوا کسی کو نہیں۔ رزق کے خزانے اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ زندگی کے نشیب و فراز، انقلاب عالم اور حالات کا اتار چڑھاؤ اسی کی مشیت کا مرہون منت ہے۔ یہ کائنات ایک منظم سلطنت ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کا حاکم و

[1] ۲۱/ الانبیاء: ۲۵.

فرمانروا ہے۔تمام اختیارات کا منبع اسی کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ کریم اور غفور رحیم ہے۔اس کی رحمت اپنی مخلوق کے لئے اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا لیکن وہ اپنی مخلوق کو جہنم کی آگ میں کیوں جلاتا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ کسی قسم کا ذرا برابر شرک بھی برداشت نہیں۔توحید تو یہ ہے کہ اللہ "وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ" ہے وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اس کی ذات بے مثل بے مثال ہے وہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے وہ اکیلا معبود ہے۔اس اکیلے کی عبادت لازم ہے۔وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔اسی کے لئے قیام ورکوع،سجدہ،دعا،استعانت سب اسی اکیلے کے لئے ہے۔وہ رزاق ہے سب اسی کے محتاج ہیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: سب سے پہلی چیز اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں.....الخ۔ [1]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"معاذ بن جبل!" میں نے کہا: "اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔"

پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟

میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔"

---

[1] بخاری : ۸؛ مسلم : ١٦ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''چند مسلمانوں کو جہنم میں (ان کے گناہوں کی) سزا دی جائے گی یہاں تک کہ وہ کوئلے بن چکے ہوں گے، پھر رحمت الٰہی ان کو پالے گی، چنانچہ انہیں جہنم سے نکال کر جنت کے دروازوں پر پھینک دیا جائے گا۔ پھر اہل جنت ان پر پانی چھڑکیں گے جس سے وہ یوں اگیں گے جیسے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑا کرکٹ میں نباتات اگتے ہیں (یعنی ان کے بدن بہت جلد اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئیں گے) پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔'' [1]

## کلمۂ توحید کی فضیلت میں دو عظیم احادیث

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے میری امت کے ایک شخص کو پکارا جائے گا، پھر اس کے سامنے ۹۹ رجسٹر پھیلا دیئے جائیں گے جن میں سے ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک لمبا ہوگا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم اپنے ان اعمال میں سے کسی عمل کا انکار کرتے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں میرے رب! پھر اسے کہا جائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ شخص ڈر جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ تو اسے کہا جائے گا: کیوں نہیں، تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے اور آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے ایک کارڈ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا: (أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ کارڈ اتنے رجسٹروں کے سامنے تو کچھ بھی نہیں!

اسے کہا جائے گا: آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پھر تمام رجسٹروں کو ترازو کے ایک

[1] احمد: ۳/ ۳۹۱.

پلڑے میں اور اس کارڈ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ چنانچہ رجسٹروں والا پلڑا اوپر اُٹھ جائے گا اور کارڈ والا پلڑا جھک جائے گا'' ❶

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے ساتھ میں آپ کا ذکر کروں اور اس کے ساتھ آپ سے دعا مانگوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ تم لا إلہ إلا اللہ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! یہ تو تیرے تمام بندے پڑھتے ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا: اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان میں رہنے والے تمام کے تمام اور اسی طرح ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور '' لا إلـــه إلا اللّٰه'' کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو '' لا إله إلا اللّٰه'' کا وزن زیادہ ہوگا۔'' ❷

# توحید کی اقسام

## توحیدِ الوہیت

اس سے مراد یہ ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کو یکتا مانا جائے، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالائی جائیں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت کا اقرار کرنے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ:

☆ اللہ تعالیٰ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے تمام امیدیں وابستہ رکھے۔

☆ اس کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔

---

❶ ترمذی: ٢٦٤١؛ ابن ماجه: ٤٣٠٠؛ احمد: ٢/ ٢١٣.

❷ ابن حبان: ٢٣٢٤.

☆ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اور صرف اسی کی عبادت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ ❶

''آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میرے نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے جو کہ رب العالمین ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ﴾ ❷

''انہیں محض اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے لئے دین کو خالص رکھیں۔''

## توحید ربوبیت

توحید ربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں یکتا وتنہا مانا جائے۔ یعنی وہی اکیلا پوری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہی اکیلا تمام مخلوقات کا رازق ہے اور وہی پوری دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے اور مدبر الأمور ہے۔ اکیلا اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ ❸

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے۔ تو ان سے کہیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔''

---

❶ ٦/ الانعام: ١٦٢. ❷ ٩٨/ البينة: ٥.

❸ ١٠/ يونس: ٣١.

## توحید الأسماء والصفات

توحید کی تیسری قسم ''توحید الاسماء والصفات'' ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات میں بھی یکتا مانیں۔ یعنی جو اسماء وصفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ذکر کیے ہیں یا اس کے رسول ﷺ نے اس کے لئے ذکر کیے ہیں، ہم ان سب کو مخلوقات سے تشبیہ دیئے بغیر تسلیم کریں اور انہیں اس طرح مانیں جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ ﴾ ❶

''اور اچھے اچھے نام اللہ کے لئے ہی ہیں۔ لہٰذا تم ان ناموں سے ہی اللہ کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ کرو جو اس کے اسماء میں کج روی کرتے ہیں، ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔''

اِسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿١١﴾ ﴾ ❷

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینا قطعاً درست نہیں ہے۔ اس میں دو صفات (سمیع، بصیر) کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا ہے، لیکن اس کا دیکھنا اور سننا اسی طرح ہے جیسا کہ اس کی بڑائی اور کبریائی کے لائق ہے..... اسی طرح اللہ تعالیٰ کی باقی صفات پر بھی ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن نہ تو تشبیہ اور تمثیل کو جائز تصور کرتے ہیں اور نہ ہی ان صفات کی کیفیت کو جانتے ہیں اور نہ ہی ان کی کیفیت بیان کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں، کیونکہ کیفیت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے جب ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿٥﴾ ﴾ ❸ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

---

❶ ٧/ الاعراف: ١٨٠. ❷ ٤٢/ الشوریٰ: ١١. ❸ ٢٠/ طٰهٰ: ٥.

''استواء کا معنی معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں ہے، اس (کی کیفیت) کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔''

## شرک سب سے بڑا ظلم ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ ❶

''شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت بڑے ظلم سے مراد شرک ہے، اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں۔ ❷

شرک سب سے بڑا ظلم اس لئے ہے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی پیدا کی گئی مخلوق کو باری تعالیٰ کے برابر تصور کرتا ہے اور مخلوق ہر اعتبار سے محتاج ہے۔ اسے اُس کامل رب کے برابر قرار دیتا ہے اور جو ایک رائی کے دانے کے برابر (کسی چھوٹی سی) نعمت کے حصول پر بھی قدرت نہیں رکھتا، وہ معبود کیونکر ہوسکتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو ہر قسم کی نعمتیں عطا کرتا ہے، تمام خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں اور وہی ہر قسم کے شرک کو ان سے دور رکھتا ہے۔ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا لیکن اس نے اپنے آپ کو اللہ مالک الملک کے سامنے جھکانے کی بجائے غیر اللہ کے سامنے جھکا دیا! اور اس نے اپنے آپ کو اس حد تک گرا دیا کہ بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی بندگی کرتا، اس نے مخلوق کی بندگی شروع کر دی جسے کسی چیز کا اختیار ہی نہیں ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ ❸

---

❶ ۳۱/ لقمٰن: ۱۲۔ ❷ تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۱۷۰۸۔

❸ ٦/ الانعام: ۸۲۔

''جو لوگ ایمان لائے، پھر اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا انہی کے لئے امن وسلامتی ہے اور یہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے مراد وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کر رہے ہو، بلکہ اس سے مراد (شرک ہے) جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔'' ❶

☆ شرک سے اللہ نے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾ ❷

''اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

اور فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾ ❸

''آپ کہہ دیجئے کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں، وہ یہ ہے کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔''

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرک سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی جبینِ نیاز صرف اللہ کے سامنے جھکائیں، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اسی سے مانگیں اور یوں اپنا دامن شرک سے پاک رکھیں۔

☆ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ بخاری: ٣٢؛ مسلم: ١٢٤. ❷ ٤/ النساء: ٣٦.

❸ ٦/ الانعام: ١٥١.

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟''

ہم نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' ❶

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس جان کو قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سوائے یہ کہ حق کے ساتھ اسے قتل کیا جائے، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن، بے خبر اور ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔'' ❷

☆ مشرک اگر شرک سے توبہ نہ کرے اور اس کی موت آ جائے تو اس کا یہ جرم نا قابل معافی ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾ ﴾ ❸

''بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا جاتا ہے۔''

---

❶ بخاری: ٥٩٧٦؛ مسلم: ٨٧.

❷ بخاری: ٦٨٥٧؛ مسلم: ٨٩.

❸ ٤/ النساء: ١١٦.

# رسالت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ❶

''اور یقیناً ہم نے ہر اُمت میں اپنا ایک رسول مبعوث کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (شیطان) سے بچتے رہو۔''

فرمایا:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ ❷

''کہہ دو! لوگو! یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔''

تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں اپنے ایک خاص برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے پوری انسانیت کا امام مقرر کیا۔ یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اور آپ ﷺ کو ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل مذہب کا عالمگیر تصور نہ تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں جو وسعت اور عالمگیریت ہے اس سے گزشتہ تمام مذاہب خالی ہیں۔ قرآن حکیم نے اسلام کو ''دین مکمل'' کہا ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ﴾ ❸ (آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے) کے الفاظ سے ملقب فرمایا ہے اور بتقاضائے ''ختم نبوت'' محمد رسول اللہ ﷺ اپنی ایک

❶ ١٦/ النحل: ٣٦. ❷ ٧/ الاعراف: ١٥٨.

❸ ٥/ المائدة: ٣.

منفرد اور امتیازی شان رکھتے ہیں اور یوں اسلام کی یہ تحریک ابد تک اپنی اصلی صورت میں برقرار رہے گی۔

آپ ﷺ نے جب اپنے مشن کا آغاز کیا تو آپ ﷺ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عربوں کی جاہلی عصبیت، قبائل، رنگ ونسل، زبان خاندان اور علاقے کے امتیازات تھے اور انہی بنیادوں پر وہ ایک مستقل جنگ میں مبتلا تھے اور تیزی سے ہلاکت اور تباہی کے غار کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ درحقیقت یہ اپنے اندر سے کھوکھلے ہو چکے تھے۔ مستحکم ومعقول اصولوں اور تصور انسانیت سے بے خبر تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت کے سب سے بڑے دشمن ان کے یہی تصورات وعقائد تھے۔ آپ ﷺ نے اسلام کی شمع روشن کی، انسانیت کو زندگی بخشی، جاہلی عصبیت کی بیخ کنی کی اور احترام وآبرو، عزت وقار اور خلوص ومحبت کا وہ اعلیٰ منشور بخشا جو آج بھی اقوام عالم کی بہبود کا واحد جامع منشور ہے۔ اسلام نے جو جامع تصور انسانیت بخشا ہے اس میں رنگ ونسل، قوم وعلاقہ اور زبان کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ بڑائی کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔ سارے لوگ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں، اللہ نے ان سے جاہلی غرور، نخوت اور آباواجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ کہ جو لوگ اللہ کے احکام بجا لاتے ہیں۔ جس سے انہیں دنیوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ ملے گی۔

## مختصر حالات: سید المرسلین خاتم النّبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

آپ ﷺ کا نام مبارک قرآن شریف میں پانچ جگہ آیا ہے۔ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو پینتالیس (545) سال بعد مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ انجیل میں آپ کا نام فارقلیط ہے جس کا ترجمہ احمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کے والد کا نام عبداللہ، اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جدِّ اعلیٰ تھے۔ توریت اور انجیل میں آپ ﷺ کی آمد کی خبر موجود تھی۔

بخاری ومسلم میں حدیث ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں پیغمبر بنایا گیا۔ اس کے بعد تیرہ برس مکہ میں رہے اور اس عرصہ میں وحی آتی رہی۔

پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ دس برس تک مدینہ میں رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؐ سے قبل جتنے انبیاء ورسل دنیا میں مبعوث ہوئے سب ہی اپنی قوم اور بستی والوں کے لئے اور کچھ مدت معین تک نبی بن کر آتے تھے۔ مگر ہمارے نبی ﷺ ساری دنیا کل بنی آدم وجن کے لئے قیامت تک رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ کو جو شریعت دی گئی ہے وہ تمام جہان والوں کے لئے قیامت تک مکمل قانون ہے، اکمل ضابطۂ حیات ہے، وہ اوصاف حمیدہ جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہئیں سب ہی آپؐ کے اندر موجود تھے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی صفات کا بیان مختلف مواقع پر کمالِ شان کے ساتھ موجود ہے مثلاً:

﴿ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ ❶

''اور بلاشبہ یقیناً آپ ایک بڑے خلق پر ہیں۔''

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر جہانوں پر رحم کرتے ہوئے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ ﴾ ❸

''اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا چراغ۔''

جامع ترمذی میں حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیتے تھے بلکہ معاف اور درگزر فرما دیا کرتے تھے۔ دوسری حدیثوں میں ہے کہ حضور ﷺ زیادہ خاموش رہتے تھے۔ بیمار کی عیادت کرتے، جنازہ کے ساتھ جاتے،

---

❶ ٦٨/ القلم: ٤. ❷ ٢١/ الانبياء: ١٠٧.

❸ ٣٣/ الاحزاب: ٤٥-٤٦.

اپنے گھر کا کام کاج خود کرلیا کرتے بلکہ محتاج اور حاجت مندوں کی خدمت کرتے۔ ان کے کام کاج کردیا کرتے تھے۔تواضع آپؐ کی عادت تھی۔عبادت وریاضت کا آپؐ مجسمہ تھے۔آپؐ کے اخلاق کریمانہ کا ہی اثر یہ تھا کہ سخت سے سخت دشمن اور بدخواہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوکر جاتا تھا۔مکہ مکرمہ میں چالیس سال کے بعد جب آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو اہل مکہ کو دعوتِ توحید سخت ناگوار گزری اور بہرصورت انہوں نے اس آواز کو بند کرنا چاہا۔ وہ آپؐ کو تکلیف اور صدمے پہنچائے کہ بیان سے باہر ہیں مگر آپؐ نے نہایت صبر و استقلال سے ان تمام مصائب کو برداشت کیا حتیٰ کہ جب مسلمانوں پر تکالیف ومصائب کی انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔اس وقت آپؐ کی عمر ترپین برس کی تھی۔تاریخ اسلام قمری حساب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے رکھی گئی ہے۔ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں ہی رہے۔اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے متعدد غزوات میں شرکت فرمائی مثلاً غزوہ بدر،غزوہ احد،غزوہ خیبر،غزوہ خندق اور فتح مکہ وغیرہ اکثر غزوات میں بہ نفسِ نفیس شریک ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے معجزے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔معجزہ شق صدر،معجزہ شق القمر،واقعۂ معراج،انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا معجزہ،طعام میں برکتِ کثیر ہونے کا معجزہ،نیز غزوات کے دوران بے شمار معجزے مشہور ومعروف ہیں اورسب معجزوں سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے۔یہ حق اور باطل کے درمیان فرق ہے۔حقائق فصاحت و بلاغت میں بے مثل ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا یہ معجزہ یعنی قرآن و حدیث تا قیامِ قیامت باقی رہے گا۔عرب کے بڑے بڑے فصحاء اس کے مقابلہ میں عاجز رہے اور اب بھی کوئی جابر ومقابل قیامت تک اس کو نہیں مٹا سکتا۔یہ تیئیس برس میں حسب ضرورت مسائل واحوال پورا نازل ہوا۔فتح مکہ کے بعد حجۃ الوداع میں آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [1] نازل ہوئی جس میں اس امر کی بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر اور اپنی کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید کو

[1] ٥/ المائدة : ٥ .

نازل فرما کر اپنی نعمت دینِ حق کا اتمام کر دیا ہے۔ اس کے چند ہی روز بعد سورتِ نصر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کو وفات کی خبر دے دی گئی۔ ۱۱ھ ماہ صفر کے آخری دنوں میں آنحضرت ﷺ علیل ہو گئے۔ بخار نہایت شدت سے چڑھا۔ جسم مبارک میں ناتوانی اس قدر ہو گئی کہ گھر سے باہر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ بار بار بے ہوشی طاری ہوتی، وفات سے پانچ روز قبل حالت اور زیادہ نازک ہو گئی۔ صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی بے تاب و بے چین تھے۔ مگر الٰہی فیصلے اور قدر کے سامنے کس کو اُف کرنے کی مجال ہے۔ تقریباً چودہ روز بیمار رہ کر پیغمبر آخر الزمان محبّ رب العلمین حضرت محمد ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز پیر بوقت چاشت وصال پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْن o اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔

اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال اور پانچ دن کی تھی۔ مسجد نبوی کے متصل اپنے ہی مسکن میں تدفین ہوئی۔ اب اس روضہ مبارک میں (۱) آنحضرت ﷺ (۲) آپؐ کے یار غار خلیفہ اوّل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت فاروق اعظم خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ ایک قبر کی جگہ باقی ہے.....

قیامت کے روز سب سے پہلے آنحضرت محمد ﷺ کی قبر مبارک شق ہو گی۔ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کی تعریفوں کا جھنڈا آپؐ ہی کے ہاتھوں میں ہو گا۔ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپؐ کا منصب ہو گا۔ حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنی امت کو جامِ کوثر سے سیراب فرماویں گے۔ جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپؐ ہی کھلوائیں گے اور سب سے اوّل آپؐ ہی داخل ہوں گے پھر اپنی امت کو داخل کرائیں گے۔ گناہ گار امتیوں کی اللہ کی اجازت سے شفاعت کرائیں گے ان کو بھی جنت میں داخل کرائیں گے۔

اللہ اپنے تمام انبیاء خصوصاً ہماری نبی حضرت محمد ﷺ پر لاکھوں رحمتیں اور بے شمار سلام نازل فرمائے اور ہم کو ہر طرح کے شرک و بدعت سے محفوظ و مامون رکھے کہ قیامت کے دن ہمیں آپؐ کی شفاعت نصیب ہو اور ہم سب مسلمان مستحق رحمت و جنت ہو جائیں۔

وَ صَلَّ اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ - اٰمِیْن - یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ

(ماخوذ از حدیث الغاشیۃ، نواب صدیق حسن خانؒ)

## سیرت محمدیہ (از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ)

ہمارے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف (ﷺ) ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آنحضرت ﷺ مکہ میں دوشنبہ کے دن نو ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تب ماں نے انتقال کیا۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے۔ ان کا نسب تین پشت اوپر جا کر حضور ﷺ کے دودھیال سے جا ملتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ آٹھ سال دو مہینے دس دن کے ہوئے تو دادا فوت ہوئے۔ ابو طالب جو آنحضرت ﷺ کے والد عبداللہ کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا، سرپرست متعین ہوا، تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چچا کے ساتھ گئے تھے مگر راہ میں سے واپس آ گئے، جوان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔ پچیس سال کی عمر پوری ہونے پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضور اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلائی میں پورا کرتے رہے۔ پینتیس سال کی عمر میں جب قریش میں کعبہ کی عمارت میں حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا۔ سب نے آنحضرت ﷺ کو صادق اور امانت والا جان کر منصف بنایا۔

## نبوت

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ کی وحی ہوئی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا (بیوی) علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (بھائی عمر دس سال) ابوبکر صدیقؓ (دوست) زید بن حارثؓ (مولیٰ آنحضرت) فوراً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے عثمان غنی، عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔ ابوعبیدہ، ابوسلمہ، ارقم، عثمان بن

مظعون اور عبداللہ بن مسعود، عبیدہ بن الحارث، سعید بن زید، یاسر، عمار، بلال رضی اللہ عنہم ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے بعد ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماء رضی اللہ عنہا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی) پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن)۔

تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے چپکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلا سکھلانے لگے جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجمع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔ مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، وہ بت پوجنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بری تکلیفیں سہتے رہے پھر انہوں نے تنگ آ کر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔

## مسلمانوں کا وطن چھوڑنا

سنہ ۵ نبوت: رجب میں سب سے پہلے عثمان غنیؓ گھر بار چھوڑ کا اپنی زوجہ رقیہؓ کو (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کر حبش کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت لوط علیہ السلام پیغمبر کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔'' ان کو سمندر تک پانچ عورتیں اور بارہ مرد مزید جا ملے، ان کے پیچھے بہت سے مسلمان حبش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیارؓ بھی تھے جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے سگے بھائی ہیں۔

سنہ ۶ نبوت: حمزہؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) اور ان سے تین دن پیچھے حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

سنہ ۷ نبوت: قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ ''کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہ کرے۔ ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین، رشتہ ناطہ بند کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔''

اس ظلم کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ میں

(شعب ابی طالب) میں بند رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ گڑھی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے۔ تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا تھا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ اللہ کے پاک نام اور سچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

سنہ ۱۰ نبوت: آنحضرت ﷺ طائف پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے لگے۔ جب آنحضرت ﷺ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے، حضور ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے، لہو بہہ بہہ کر جوتے میں جم جاتا، پاؤں سے جوتا اتارنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑکنے سے ہوش پایا، پھر نبی اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے اور یہ فرمایا کہ ''اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔ (آٹھ برس کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا)۔

سنہ ۱۱ نبوت: آنحضرت ﷺ راستوں اور گزرگاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ اُدھر ہی گئے۔ وہاں مدینہ کے چھ آدمی اترے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

## سنہ ۱۲ نبوت

۱: ۲۷/ رجب کو ۵۱/ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو نمازیں فجر اور عصر کی پڑھی جاتی تھیں۔

۲: موسم حج میں اٹھارہ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعبؓ کے وعظ سے بنو نجار اور بنو اشہل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ ایک

ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

## سنہ ۱۳ نبوت

۱: آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمایا کہ مدینہ رہا کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم اسلام پر پکے رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

۲: جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کرلیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرتؐ کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

(مہر نبوت از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ)

## رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کے فضائل

سید الأنبیاء حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے آخری رسول ہیں۔

آپ ﷺ اپنے نسب (خاندان) کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے کنانہ کو چنا، پھر کنانہ سے قریش کو چنا، پھر قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے اس نے مجھے منتخب فرمایا۔" [1]

اسی طرح جب بادشاہِ روم (ہرقل) نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نبی اکرم ﷺ کے حسب ونسب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: وہ ہم میں اعلیٰ حسب ونسب والے ہیں تو ہرقل نے کہا: کہ ایسے ہی پیغمبرانِ عظام علیہم السلام اپنی قوموں میں عالی نسب ہوتے ہیں۔ [2]

---

[1] مسلم: ۲۲۷۶.

[2] بخاری: ۷؛ مسلم ۱۷۷۳.

## احسانِ عظیم

یوں تو انسانیت پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار ہیں لیکن ان میں سب سے بڑا احسان، جسے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے وہ آپ ﷺ کی بعثت ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ❶

''بے شک مومنوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ نیز انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

آپ ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت گمراہ تھی اور جہالت کی انتہائی تاریک گھاٹیوں میں بھٹک رہی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں تاریکی سے نکالا اور آپ ﷺ کے ذریعے صراطِ مستقیم کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❷

''اور ہم نے یقیناً آپ کو جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! بے شک میں رحمت ہوں جسے لوگوں کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا'' ❸

رسول اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے ''روشن چراغ'' قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴾ ❹

---

❶ ٣/ آل عمرٰن: ١٦٤.
❷ ٢١/ الأنبياء: ١٠٧.
❸ الحاكم: ١/ ٩١.
❹ ٣٣/ الاحزاب: ٤٥-٤٦.

''اے نبی! ہم نے ہی آپ گواہی دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ امت پر مشفق اور مہربان ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ❶

''تمہارے پاس ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری ہی جنس سے ہیں، جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے مصداق ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسی بن مریم (علیہ السلام) نے دی۔'' ❷

## اللہ کے ذکر کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مقام عظیم عطا کیا ہے۔ چنانچہ جہاں اللہ کا ذکر آتا ہے وہاں آپ ﷺ کا ذکر بھی آتا ہے، کلمہ، اذان، اقامت، خطبہ، تشہد اور دیگر کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام بلند کیا اور دنیا و آخرت میں بھی آپ ﷺ کے نام کا چرچا کیا..... یہ سب آپ ﷺ کی عظمت اور شان کی دلیل ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ ﴾ ❸

---

❶ ٩/ التوبة: ١٢٨. ❷ صحيح الجامع للألباني: ١٤٦٣.

❸ الم نشرح: ٩٤/ ١-٤.

''اے پیغمبر! کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا؟ اور ہم نے آپ کا بوجھ آپ پر سے اُتارا جس نے آپ کی کمر کو جھکا رکھا تھا، اور ہم نے آپ کا نام بلند کیا۔''

## انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ان کی تائید ونصرت کریں گے۔ اس لئے اگر حضرت محمد ﷺ ان میں سے کسی ایک کے زمانے میں مبعوث کر دیئے جاتے تو ان کے لئے آپ ﷺ کی اتباع کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ [1]

''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اُس کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں لازماً اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی نصرت کرنا ہوگی۔ اللہ نے پوچھا: کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد کی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا: گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو بھی اس عہد سے پھر جائے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔''

اِس عہد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر برتری ثابت کر دی۔

## معجزۂ معراج

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسراء ومعراج کے معجزہ سے نوازا جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے

[1] ۳/ آل عمرٰن: ۸۱-۸۲.

کیونکہ اس کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی دیگر تمام انبیاء ورسل علیہم السلام پر برتری ثابت کردی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد اقصی میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی۔ پھر آپ ﷺ کو آسمانوں کے اوپر، جہاں تک اللہ نے چاہا، لے جایا گیا اور اِس بابرکت سفر میں آپ ﷺ کی جُملہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرائی گئی۔ آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی اور پانچ نمازیں فرض کی گئیں.....

## رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات

رسول اکرم ﷺ کو وہ خصوصیات حاصل ہیں جو اور کسی نبی اور رسول کو حاصل نہیں، ان میں سے بعض خصوصیات درج ذیل ہیں:

### (۱) خاتم النّبیین

حضرت محمد ﷺ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے آخری نبی اور رسولؐ ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی اور نبی اور رسول آنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ [1]

''محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

یعنی آپ پر نبوت ورسالت کا خاتمہ کردیا گیا ہے، اب آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ یقینی طور پر کذاب اور دجال ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکان بنائے، اس کی تعمیر نہایت خوبصورتی سے کرے اور اسے خوب سجائے لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ پھر لوگ اس کا چکر لگائیں اور اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہوں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی

[1] ٣٣/ الأحزاب: ٤٠.

گئی! تو میں دراصل وہ آخری اینٹ ہوں، اور اسی لحاظ سے خاتم النّبیین ہوں۔'' ❶

## چھ خصوصیات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے چھ چیزوں کے ساتھ دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے:

۱: مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں۔

۲: رعب ودبدبہ کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔

۳: میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔

۴: زمین کو میرے لئے پاکیزہ اور مسجد بنایا گیا ہے۔

۵: مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۶: میری بعثت پر سلسلۂ نبوت ختم کیا گیا ہے۔'' ❷

## شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کون ہے؟ تو کہا جائے گا: محمد ہیں، لہٰذا وہ میرے لئے دروازہ کھول دیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے، پھر میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ مجھے حمد وثناء کے الفاظ الہام کرے گا، پھر کہا جائے گا: محمدؐ! اپنا سر اٹھایئے اور سوال کیجئے! آپ ﷺ کا مطالبہ پورا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے! آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور آپ بات کیجئے آپ کی بات سنی جائے گی۔

اور یہی ہے وہ مقام محمود، جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝﴾ ❸

---

❶ بخاری: ۳۵۳۵؛ مسلم: ۲۲۸۶. ❷ مسلم: ۵۲۳.

❸ ۱۷/ بنی اسرائیل: ۷۹؛ الترمذی: ۳۱۴۸.

حوض کوثر: رسول اکرم ﷺ کو قیامت کے روز حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا جس سے آپ ﷺ اپنی اُمت کو پانی پلائیں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی ﴿اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ○ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ○﴾ اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیرِ کثیر موجود ہے اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے، اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الکوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے اور اس کے بہنے کے راستے موتیوں اور یاقوت کے ہیں، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ اچھی ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔'' [1]

---

[1] ترمذی: ۳۳۶۱.

# یومِ آخرت پر ایمان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝﴾ ❶

''کافروں کا خیال یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تمہیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا۔ پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمہیں خبر دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر انتہائی آسان ہے۔''

## قربِ قیامت

ہمیں اس بات پر بھی پختہ یقین ہونا چاہیے کہ جس دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ انتہائی قریب ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا: میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔

(اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا بلکہ میرے بعد قیامت ہی آئے گی)۔

قیامت کا وقت صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ

❶ ٦٤/ التغابن : ٧.

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ ❶

''یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اسے وقت پر صرف وہی ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا۔ وہ تم پر اچانک آ پڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اور حدیثِ جبریل میں ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: مجھے قیامت کے متعلق بتائیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا الْمَسْؤُلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ❷

''جس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔''

## قیامت کی نشانیاں

علماء نے قیامت کی نشانیوں کو چھوٹی اور بڑی دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ مثلاً دجال کا آنا، امام مہدی کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یاجوج ماجوج کا خروج، زمین کے جانور کا ظاہر ہونا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

اور چھوٹی نشانیوں سے مراد یہ نشانیاں ہیں: علم کا اٹھایا جانا، جاہلوں کا بڑے بڑے عہدوں تک پہنچنا، موسیقی کا بکثرت مروج ہونا، شراب نوشی کرنا، اس امت کے آخری لوگوں کا اس کے پہلے لوگوں پر لعنت بھیجنا اور قتل و غارت گری کا عام ہونا وغیرہ۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ:

۱: دو بڑی جماعتیں باہم قتال کریں گی اور ان کے مابین بہت بڑی جنگ ہوگی جب کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

---

❶ ۷/ الاعراف: ۱۸۷؛ نیز دیکھیے ۷۹/ النازعات: ۴۲-۴۶.

❷ بخاری: ۵۰؛ مسلم: ۸.

۲: تیس کے قریب دجال آئیں گے جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۳: علم اٹھالیا جائے گا (علم صرف نام کا رہ جائے گا اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔)

۴: زلزلے زیادہ آئیں گے۔

۵: لوگوں میں بگاڑ جلدی پھیلنے لگے گا۔ (اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وقت تنگ ہو جائے گا اور اس کی برکت ختم ہو جائے گی۔)

۶: فتنوں کا ظہور ہوگا۔

۷: قتل و غارت گری عام ہو جائے گی۔ چنانچہ بنی آدم اور خاص طور پر مسلمانوں کا خون ارزاں ہو جائے گا۔

۸: لوگوں کے پاس مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتی کہ صاحب مال صدقہ دینے کی خاطر مستحق کی تلاش میں سرگرداں ہوگا۔

۹: لوگ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

۱۰: ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گذرے گا تو کہے گا: کاش! میں اس کی جگہ پر ہوتا۔

۱۱: سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور جب ایسا ہوگا اور تمام لوگ اسے دیکھ لیں گے تو وہ سب ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ ❶

''اس وقت کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت ضرور بالضرور قائم ہوگی۔ اور ایک آدمی اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھا چکا ہوگا لیکن وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔'' ❷

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ،

❶ ٦/ الانعام: ١٥٨. ❷ بخاری: ٧١٢١.

اللہ کہتا ہوگا۔''

اِس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت قائم کرلے گا اس وقت سب لوگ برے ہوں گے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین پر قتال کرتا رہے گا۔ وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور اس کا کوئی مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ قیامت قائم ہوجائے گی اور وہ بدستور اسی حالت پر قائم ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ ﴾ ❶

''صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝٦٨ ﴾ ❷

''پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے وہ ایک دم کھڑے ہوکر دیکھنے لگ جائیں گے۔''

پھر کفار کہیں گے:

﴿ يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا ﴾ ❸

''ہائے ہائے! ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھادیا۔''

اِن آیات سے ثابت ہوا کہ صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا: ایک مرتبہ پھونکے جانے سے لوگ بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے، یعنی ان پر موت آجائے گی۔ پھر دوسری مرتبہ پھونکے جانے

---

❶ ٣٦/ یٰس: ٥١. ❷ ٣٩/ الزمر: ٦٨.
❸ ٣٦/ یٰس: ٥٢.

سے وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝﴾ ❶

''جس دن اس زمین کے علاوہ کوئی اور زمین ہوگی اور آسمان بھی بدل جائیں گے اور تمام لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے جو ایک ہے اور وہ سب پر غالب ہے۔''

## ہر ایک کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی

﴿وَ لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۝ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُئْوِيْهِ ۝ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ۝ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ۝﴾ ❷

''اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (حالانکہ) وہ ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گی۔ ایک مجرم چاہے گا کہ وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو، اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اس دن کے عذاب کے بدلے میں دے دے، پھر وہ اسے نجات دلا دیں۔ مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا، یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔ وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝﴾ ❸

''اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش

---

❶ ١٤/ ابرٰهيم: ٤٨. ❷ ٧٠/ المعارج: ١٠-١٨.
❸ ٢/ البقرة: ٤٨.

منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں۔''

''بنی اسرائیل کے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ آخرت کے متعلق ان کے عقیدے میں خرابی آ گئی تھی۔ وہ اس قسم کے خیالات خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ہم جلیل القدر انبیاء کی اولاد ہیں، بڑے بڑے اولیاء صلحا اور زُہاد سے نسبت رکھتے ہیں، ہماری بخشش تو انہیں بزرگوں کے صدقے میں ہو جائے گی، ان کا دامن گرفتہ ہو کر بھلا کوئی سزا کیسے پا سکتا ہے، انہیں جھوٹے بھروسوں نے ان کو دین سے غافل اور گناہوں کے چکر میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس لیے نعمت یاد دلانے کے ساتھ فوراً ہی ان کی ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔'' [1]

فرمایا:

﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾ ﴾ [2]

''اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اپنی بیوی اور بیٹے سے'' ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔''

بھاگنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ان عزیزوں کو، جو دنیا میں اُسے سب سے زیادہ پیارے تھے، مصیبت میں مبتلا دیکھ کر بجائے اس کے کہ ان کی مدد کو دوڑے، الٹا ان سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اسے مدد کے لیے پکار نہ بیٹھیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں اللہ سے بے خوف اور آخرت سے غافل ہو کر جس طرح یہ سب ایک دوسرے کی خاطر گناہ اور ایک دوسرے کو گمراہ کرتے رہے، اس کے برے نتائج سامنے آتے دیکھ کر ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اپنی گمراہیوں اور گناہ گاریوں کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالنے لگے۔ بھائی کو بھائی سے، اولاد کو ماں باپ سے، شوہر کو بیوی سے، اور ماں باپ کو اولاد سے خطرہ

[1] تفهيم القرآن: ج ١ ص ٨٥، ٨٤. [2] ٨٠/ عبس: ٣٤-٣٧.

ہوگا کہ یہ کم بخت اب ہمارے خلاف مقدمے کے گواہ بننے والے ہیں۔ ❶

تو ثابت ہو گیا کہ اس دن باپ اپنے بچے کو یا بچہ اپنے باپ کے کچھ کام نہ آئے گا۔ ایک دوسرے کا فدیہ بھی نہ ہو سکے گا۔ تم دنیا پر اعتماد نہ کرو اور دار آخرت کو فراموش نہ کر جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ آ جاؤ۔ قیامت کا دن جھگڑوں کے فیصلوں کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ خود سامنے ہوگا، کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا، کسی کو دوسرے کے بارے میں نہ پکڑا جائے گا، نہ باپ بیٹے کے بدلے نہ بیٹا باپ کے بدلے نہ بھائی بھائی کے بدلے نہ غلام آقا کے بدلے نہ کوئی کسی کا غم و رنج کرے گا نہ کسی کو کسی سے شفقت و محبت ہوگی۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے پکڑا جائے گا، ہر شخص آپا دھاپی میں ہوگا، ہر ایک اپنی فکر میں ہوگا، ہر ایک اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ ﴾ ❷

"لو خود اپنی کتاب آپ ہی پڑھ لو۔ آج تو تُو آپ ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔"

اور خود ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ ❸

"آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں ان کاموں کی گواہیاں دیں گے جو وہ کرتے تھے۔" ❹

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس جس شخص کو لوگوں کا امیر (حکمران) بنایا گیا اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور

---

❶ تفهيم القرآن: ج ٦، ص ٢٦٠، ٢٥٩. ❷ ١٧/ بنی اسراء يل: ١٤.
❸ ٣٦/ يٰس: ٦٥. ❹ اس کے علاوہ دیکھیے حم السجدة: ١٩-٢١.

مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس سے بھی ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہوتی ہے، سو اس سے بھی اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اس سے بھی اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔'' ❶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴾ ❷

''پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''بے شک بندے سے قیامت کے دن نعمتوں میں سے سب سے پہلے اس نعمت کا سوال کیا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہیں تندرستی نہیں دی تھی؟ اور کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا؟ ❸

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو، قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جنہیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ گرم کیا جائے گا اور پھر اسے داغا جائے گا اور جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیا جائے گا اس کے ساتھ یہ سلوک بدستور جاری رہے گا جب کہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔'' ❹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون

---

❶ بخاری: ٢٥٥٤، ٥١٨٨، ٥٢٠٠، ٨٩٣؛ مسلم: ١٨٢٩.

❷ ١٠٢/ التکاثر: ٨.

❸ ترمذی: ٣٣٥٨.

❹ مسلم: ٢٥٨١.

ہوتا ہے؟ تو صحابہؓ نے جواب دیا: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی اور ساز وسامان۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا مال کھالیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک کو اس کے حق کے بقدر اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر ان کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ لے کر اس کی گردن میں ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

## زمین کی گواہی

روز قیامت زمین بھی گواہی دے گی اور اپنی خبریں بیان کرے گی کہ کس نے کہاں پر کیا عمل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝﴾ [1]

''اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی، کیونکہ آپ کے رب نے اسے حکم دیا ہوگا۔''

## نبی کریم ﷺ کا حوض

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو قیامت کے دن حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس کے اوصاف آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ پر اونگھ طاری ہوگئی۔ پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے پوچھا: آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پڑھا:

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾

[1] ٩٩/ الزلزال: ٤-٥.

پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیر کثیر موجود ہے اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے۔ اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو پیچھے دھکیلا جائے گا۔ تو میں کہوں گا: میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کئے تھے۔ ❶

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حوض کے برتن کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس کے برتن ان ستاروں سے زیادہ ہیں جو تاریک اور بے ابر (صاف) رات میں ہوتے ہیں، وہ جنت کے برتن ہیں۔ جو شخص ان سے پیئے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس میں جنت کے دو میزاب بہہ رہے ہوں گے۔ جو شخص ایک بار اس پانی کو پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے جو اتنی ہے جتنی عمان اور ایلہ کے درمیان ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔'' ❷

## میزان

روز قیامت وزن برحق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ ﴾ ❸

''اور اس روز وزن بھی برحق ہے، پھر جس شخص کا پلا بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلا ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا

---

❶ مسلم: ٤٠٠.
❷ مسلم: ٢٣٠٠.
❸ ٧/ الاعراف: ٨-٩.

نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔'

﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝﴾ ❶

''قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو اسے ہم سامنے لائیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔''

یاد رہے کہ کافر کے اعمال کا بھی وزن کیا جائے گا چنانچہ اس کے کفر اور اس کی برائیوں کو ایک پلڑے میں اور اس کی نیکیوں (مثلاً صلہ رحمی، لوگوں سے ہمدردی اور غلاموں کو آزاد کرنا وغیرہ) کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ پھر کفر اور برائیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جس کی بنا پر وہ جہنم کے عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔ البتہ اس کی بعض نیکیوں کی بنا پر اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔

## صراط

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''..... چنانچہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئیں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا جو صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر گزرنا شروع کریں گے) چنانچہ سب سے پہلا شخص بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔''

میں (ابو ہریرہ) نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کوئی چیز بجلی کی سی تیزی کے ساتھ بھی گزر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے (آسمان پر) بجلی کو نہیں دیکھا، کیسے وہ تیزی کے ساتھ جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس آتی ہے!''

پھر دوسرا آدمی ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔

❶ ۲۱/ الانبیاء: ٤٧.

پھر تیسرا آدمی پرندے کی اڑان اور (طاقت ور) مردوں کے دوڑنے کی طرح گزر جائے گا۔

یہ سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے گزریں گے اور تمہارا نبی (ﷺ) پل صراط پر کھڑے کہہ رہے ہوں گے: (یَا رَبِّ !سَلِّمْ سَلِّمْ) اے میرے رب! آپ ہی سلامتی دیں اور آپ ہی محفوظ فرمائیے۔'' یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور یہاں تک کہ ایک آدمی ایسا آئے گا جو گھسٹ گھسٹ کر ہی چلنے کے قابل ہوگا۔ پل صراط کے کناروں پر مڑے ہوئی سرے والی لوہے کی سلاخیں لٹکی ہوئی ہوں گی جنہیں بعض لوگوں کو پکڑنے اور اچک لینے کا حکم دیا گیا ہوگا۔ لہٰذا وہاں سے گزرنے والوں میں سے کچھ تو خراشیں وغیرہ لگنے کے بعد نجات پا کر اسے عبور کر جائیں گے اور کئی لوگوں کا جسم ٹکڑے ٹکڑے جو جائے گا اور وہ جہنم میں گر جائیں گے۔'' ❶

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے:

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ﴾ ❷

''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے''؟

تو آپ نے فرمایا: تم نے اس سے اگلی آیت نہیں پڑھی:

﴿ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ﴾ ❸

''پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے۔'' ❹

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ صبر کرے) تو اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی، ہاں صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے'' ❺

---

❶ مسلم: ١٩٥.
❷ ١٩/ مریم: ٧١.
❸ ١٩/ مریم: ٧٢.
❹ مسلم: ٢٤٩٦.
❺ بخاری: ١٢٥١، ٦٦٥٦؛ مسلم: ٢٦٣٢.

## نبی کریم ﷺ کی شفاعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے؟

''ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی سوال کرو گے کیونکہ تمہیں احادیث سننے کا زیادہ شوق رہتا ہے۔ (تو سنو) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اور اخلاص کے ساتھ لا إله إلا الله کہا۔'' ❶

اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس میرے رب تعالیٰ کی طرف ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میں یا تو اپنی آدھی امت کے جنت میں جانے پر راضی ہو جاؤں یا روز قیامت شفاعت کروں۔ تو میں نے شفاعت کو چن لیا ہے اور میری شفاعت ہر ایسے شخص کے لئے ہوگی جس کی موت اس حالت میں آئے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔'' ❷

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ﴾ ❸

''کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے؟''

اسی طرح فرمایا:

﴿وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰۤی ۝۲۶﴾ ❹

---

❶ بخاری: ۹۹.

❷ ترمذی و ابن ماجة و صححه الألبانی فی تخریج المشکاة: ۵۶۰۰.

❸ ۲/ البقرة: ۲۵۵.

❹ ۵۳/ النجم: ۲۶.

''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ایسے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ اپنی خوشی اور چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے۔''

جس شخص سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اسی کے بارے میں ہی شفاعت کرنے والے شفاعت کرسکیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ﴾ [1]

''اور وہ صرف اسی کے لئے شفاعت کریں گے جس سے وہ راضی ہوگا۔''

---

[1] ۲۱/الانبیاء: ۲۸.

حصہ دوم

# القرآن الحکیم

# فضائلِ قرآن مجید

## قرآن مجید ایک نظر میں

پہلی وحی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سورۃ العلق، ۶۱۰ء آیت ۱ تا ۵

آخری وحی: وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ (۲/البقرۃ:۲۸۱) یا

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ:۳)

| | |
|---|---|
| تعداد کلمات | ۸۶۴۳۰ |
| تعداد حروف | ۳۲۳۷۶۰ |
| قرآن کی کل مدت نزول | تقریباً ۲۲ سال ۵ ماہ |
| پارے | ۳۰ |
| منزلیں | ۷ |
| سورتیں | ۱۱۴ |
| مکی سورتیں | ۸۶ |
| مدنی سورتیں | ۲۸ |
| رکوع | ۵۴۰ |
| آیات | ۶۲۳۶ |
| کاتبان وحی | ۴۰ صحابہ رضی اللہ عنہم |

### ۷ منازل کی تقسیم

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | سورۃ الفاتحۃ | تا | سورۃ النساء |
| ۲ | سورۃ المائدۃ | تا | سورۃ التوبۃ |
| ۳ | سورۃ یونس | تا | سورۃ النحل |
| ۴ | سورۃ بنی اسراءیل | تا | سورۃ الفرقان |
| ۵ | سورۃ الشعراء | تا | سورۃ یٰس |
| ۶ | سورۃ والصّٰفّٰت | تا | سورۃ الحجرا |
| ۷ | سورۃ قٓ | تا | سورۃ الناس |

### اقسام آیات

| | |
|---|---|
| آیاتِ وعدہ | ۱۰۰۰ |
| آیاتِ وعید | ۱۰۰۰ |
| آیات نہی | ۱۰۰۰ |
| آیات امر | ۱۰۰۰ |
| آیات مثال | ۱۰۰۰ |
| آیات قصص | ۱۰۰۰ |
| آیات تحلیل | ۲۵۰ |
| آیات تحریم | ۲۵۰ |
| آیاتِ تسبیح | ۱۰۰ |
| آیات متفرقہ | ۶۶ |
| کل آیات | ۶۲۳۶ |

## کل حرکات (اِعراب)

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱) | فتحات | (زبر) | َ | ۵۳۲۲۳ | ۴) | مدّات | (ٓ) | | ۱۷۷۱ |
| ۲) | کسرات | (زیر) | ِ | ۳۹۵۸۲ | ۵) | تشدید | (شدّ) | ّ | ۱۲۷۴ |
| ۳) | ضمّات | (پیش) | ُ | ۸۸۰۴ | ۶) | نقاط | (نقطے) | ◌◌ | ۱۰۵۶۸۴ |

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ﴾ ❶

''بہت ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے۔''

وہ پاک ذات کہ جس نے جن وانس کی رشد وہدایت کے لئے قرآن مجید جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی جو علوم وفنون کا سمندر ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو قیامت تک علم کے پیاسوں کو سیراب کرتا رہے گا اور علم وحکمت کا ایسا خزانہ ہے کہ جس کے جواہر کبھی ختم نہ ہوں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یکتا ہے اسی طرح اس کے کلام کا اسلوب بھی یگانہ ہے۔ قرآن کے ادب وبلاغت کا اصل کمال یہ ہے کہ کلام کرنے والا خود رب قدوس ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب یا صحیفہ قرآن کی برابری نہیں کرسکتا۔ سوا چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی جاذبیت اور اثر آفرینی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی قیامت تک ہوگی۔

جس طرح آپ ﷺ قیامت تک کے لئے مثالی شخصیت بن کر آئے اسی طرح آپ پر نازل ہونے والی یہ کتاب بھی ہدایت اور جامع فلاح وسعادت کا آخری صحیفہ بن کر آئی ہے۔

### نزولِ قرآن

قرآن حکیم کی قطعی نصوص سے قرآن کا نزول شب قدر میں ثابت ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚ﴾ ❷

---

❶ ۲۵/ الفرقان : ۱ . ❷ ۹۷/ القدر : ۱ .

''یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ❶

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔''

قرآن مجید کو لوح محفوظ سے لیلۃ القدر میں آسمان دنیا کے بیت العزۃ پر لایا گیا اور پھر تھوڑا تھوڑا کر کے حسبِ ضرورت نبی اکرم ﷺ کی قلبِ اطہر پر اتارا گیا۔

## کلامِ الٰہی

یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے کلام اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں، اس جیسی کلام بنانا انسان کی اہلیت واستطاعت سے باہر ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ ❷

''اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں۔''

اور اگر کسی کو شک ہے تو اسے قرآن مجید کی طرف سے کھلا چیلنج ہے کہ:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ ❸

''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔''

اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾﴾ ❹

''کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۸۵ . ❷ ۲/ البقرة: ۲ .

❸ ۲/ البقرة: ۲۳ . ❹ ۱۷/ بنی اسراء یل: ۸۸ .

سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے۔ گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔''

بے شک قرآن کے مخالفین اس کی مثال لانے سے قاصر ہیں۔ قرآن کا یہ دعویٰ آج بھی قائم ہے۔ بلغائے عرب وعجم کی زبانیں اس کے مقابلے میں گنگ ہیں۔ وہ لوگ جو زبان کے اصل مالک اور محاورہ عرب کے طبعی ماہر سمجھے جاتے تھے اس کے مقابلہ میں عاجز درماندہ رہے۔

## قرآن مجید کے محاسن

اسلام لانے کے بعد لبیدؓ سے سیدنا عمر فاروقؓ نے چند اشعار سنانے کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا: جب اللہ نے مجھے البقرۃ اور آل عمران سکھا دیں تو مجھے شعر کہنا زیب نہیں دیتا (استیعاب لابن عبدالبر، حالاتِ لبید)

قرآن پاک بہت سی صفات کا حامل ہے۔ جن میں چند بیان کی جاتی ہیں:

﴿ قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ ﴾ ❶

''بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے۔''

﴿ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ ﴾ ❷

''کہ بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے۔''

﴿ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ ﴾ ❸

''قسم ہے قرآن باحکمت کی۔''

﴿ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ ﴾ ❹

''یہ بڑی باوقعت کتاب ہے''۔

ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا

---

❶ ٥٠/ ق:١ . ❷ ٥٦/ الواقعة : ٧٧ .

❸ ٣٦/ يٰس: ٢ . ❹ ٤١/ حٰم السجدة:٤١ .

مُّبِيْنًا ﴾ ❶

''لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آ پہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف تورا تارا ہے۔''

﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴾ ❷

''پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔''

﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ ﴾ ❸

''اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ❹

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔''

سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اس کتاب کے ذریعے سے بعض قوموں کو رفعت و بلندی عطا فرما دیتے ہیں اور اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے بعض قوموں کو نیچے گرا دیتے ہیں۔'' ❺

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو لوگ جب کبھی خانہ خدا میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اس کے درس و تدریس میں مشغول ہوں تو ان پر اللہ کی طرف سے اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔ ❻

---

❶ ٤/ النساء: ١٧٤ .
❷ ٢/ البقرة: ٢ .
❸ ٦/ الانعام: ٩٢ .
❹ ١٠/ یونس: ٥٧ .
❺ مسلم: ٨١٧ .
❻ مسلم: ٢٦٩٩ .

سیدنا عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔'' ❶

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: صرف دو آدمیوں پر رشک ہوسکتا ہے ایک تو وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے وہ راتوں کو بھی اس کو پڑھتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے وہ رات اور دن محتاجوں پر خیرات کرتا رہتا ہے۔ ❷

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے مقامات طے کرتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔'' ❸

**قوت تاثیر:** قرآن مجید میں سب سے بڑھ کر تاثیر پائی جاتی ہے، جیسا کہ رب کائنات نے فرمایا:

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾ ❹

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ خوف الٰہی سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔''

جنوں کی ایک جماعت قرآن حکیم کی چند آیات سننے کے بعد واپس اپنی قوم کی طرف پلٹتی ہے:

﴿ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ﴾ ❺

''کہنے لگے: ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین

---

❶ بخاری: ٥٠٢٧. ❷ بخاری: ٧٥٢٩؛ مسلم: ٨١٥.
❸ ترمذی: ٢٩١٤؛ ابوداؤد: ١٤٦٤. ❹ ٥٩/ الحشر: ٢١.
❺ ٤٦/ الاحقاف: ٣٠.

اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''ذرا قران تو مجھ کو سناؤ۔'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ: بھلا آپ کو سناؤں آپ پر تو قرآن اترا ہے''! آپ نے فرمایا: نہیں سناؤ۔'' میں نے سورۃ النساء شروع کی، جب اس آیت پر پہنچا:

﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴾ ❶

''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔''

آپ نے فرمایا: ''بس کرو، بس کرو، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔'' ❷

قرآن مجید کا طرز بیان سادہ، آسان اور غیر مانوس بندشوں سے پاک ہے، اس کے مضامین ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے سب لوگوں کو قرآن حکیم میں اپنے اپنے مخصوص علوم کے لئے وسیع میدان ملے گا۔

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴾ ❸

''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟''

قرآن پاک کا حق یہ ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے، اس میں غور وفکر کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴾ ❹

''کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟''

---

❶ ٤/ النساء: ٤١ . ❷ بخاری: ٤٥٨٢؛ مسلم: ٨٠٠ .

❸ ٥٤/ القمر: ١٧ . ❹ ٤٧/ محمد: ٢٤ .

# قرآن کریم کی جمع وتدوین

قرآن مجید کو حفظ اور تحریر کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے دور میں محفوظ کیا گیا۔ سب سے پہلے حافظ قرآن آپ ﷺ خود تھے۔ جبریل علیہ السلام جب کلام اللہ کا القاء آپ ﷺ کے قلب مبارک پر کرتے تھے تو اس کے ساتھ ہی وہ وہاں محفوظ ہو جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی کثرت تلاوت کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاوت سنا بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ ملتا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے قرآن سننا بھی ثابت ہے۔

ترتیب قرآن کے سلسلے میں یہ بات بھی ناظرین کو معلوم ہو جانی چاہیے کہ یہ ترتیب بعد کے لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت نبی ﷺ ہی نے قرآن کو اس طرح مرتب فرمایا تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو آپ اُسی وقت اپنے کاتبوں میں سے کسی کو بلاتے اور اس کو ٹھیک ٹھیک قلمبند کرانے کے بعد ہدایت فرما دیتے کہ یہ سورۃ فلاں سورۃ کے بعد اور فلاں سورۃ سے پہلے رکھی جائے۔ اسی طرح اگر قرآن کا کوئی ایسا حصہ نازل ہوتا جس کو مستقل سورۃ بنانا پیشِ نظر نہ ہوتا تو آپ ہدایت فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں مقام پر درج کیا جائے۔ پھر اسی ترتیب سے آپ خود بھی نماز میں اور دوسرے مواقع پر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے اور اسی ترتیب کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کو یاد کرتے تھے۔ لہٰذا یہ ایک ثابت شدہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا نزول جس روز مکمل ہوا اسی روز اس کی ترتیب بھی مکمل ہوگئی، جو اس کا نازل کرنے والا تھا وہی اس کا مرتب کرنے والا بھی تھا۔ جس کے قلب پر وہ نازل کیا گیا اُسی کے ہاتھوں اسے مرتب بھی کرا دیا گیا۔ کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ اس میں

مداخلت کرتا۔

چونکہ نماز ابتدا ہی سے مسلمانوں پر فرض تھی اور تلاوت قرآن کو نماز کا ایک ضروری جزو قرار دیا گیا تھا اس لیے نزولِ قرآن کے ساتھ ہی مسلمانوں میں حفظ قرآن کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جیسے جیسے قرآن اترتا گیا مسلمان اس کو یاد بھی کرتے چلے گئے۔ اس طرح قرآن کی حفاظت کا انحصار صرف کھجور کے ان پتوں، ہڈی اور جھلی کے ان ٹکڑوں ہی پر نہ تھا جن پر نبی اپنے کاتبوں سے اس کو قلمبند کرایا کرتے تھے، بلکہ وہ اترتے ہی بیسیوں، پھر سینکڑوں، پھر ہزاروں، پھر لاکھوں دلوں پر نقش ہو جاتا تھا اور کسی شیطان کے لیے اس کا امکان ہی نہ تھا کہ اس میں ایک لفظ کا بھی ردّو بدل کر سکے۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب عرب میں اِرتداد کا طوفان اُٹھا اور اس کے فرو کرنے کے لیے صحابہ کرام کو سخت خونریز لڑائیاں لڑنی پڑیں، تو ان معرکوں میں ایسے صحابہ کی ایک کثیر تعداد شہید ہو گئی جن کو پورا قرآن حفظ تھا۔ اس سے حضرت عمرؓ کو خیال پیدا ہوا کہ قرآن کی حفاظت کے معاملے میں صرف ایک ہی ذریعے پر اعتماد کر لینا مناسب نہیں ہے، بلکہ الواح قلب کے ساتھ ساتھ صفحاتِ قرطاس پر بھی اس کو محفوظ کرنے کا انتظام کر لینا چاہیے۔ چنانچہ اس کام کی ضرورت انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے واضح کی اور انہوں نے کچھ تامل کے بعد اس سے اتفاق کر کے حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کو، جو نبی ﷺ کے کاتب (سیکرٹیری) رہ چکے تھے، اس خدمت پر مامور فرمایا۔ قاعدہ یہ مقرر کیا گیا کہ ایک طرف تو وہ تمام لکھے ہوئے اجزا فراہم کر لیے جائیں جو نبی ﷺ نے چھوڑے ہیں، دوسری طرف صحابہ کرامؓ میں سے بھی جس جس کے پاس قرآن یا اس کا کوئی حصہ لکھا ہوا ملے، وہ ان سے لے لیا جائے، اور پھر حفاظ قرآن سے بھی مدد لی جائے، اور ان تینوں ذرائع کی متفقہ شہادت پر، کامل صحت کا اطمینان کرنے کے بعد، قرآن کا ایک ایک لفظ مصحف میں ثبت کیا جائے۔ اس تجویز کے مطابق قرآن مجید کا ایک مستند نسخہ تیار کر کے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رکھوا دیا گیا۔ اور لوگوں کو عام اجازت دے دی گئی کہ جو چاہے اس کی نقل کرے اور جو چاہے اس سے مقابلہ (موازنہ) کر کے اپنے نسخے کی تصحیح کر لے۔

عرب میں مختلف علاقوں اور قبیلوں کی بولیوں میں ویسے ہی فرق پائے جاتے تھے جیسے ہمارے ملک میں شہر شہر کی بولی اور ضلع ضلع کی بولی میں فرق ہے، حالانکہ زبان سب کی وہی ایک اردو یا پنجابی وغیرہ ہے۔ قرآن مجید اگرچہ نازل اس زبان میں ہوا تھا جو مکہ میں قریش کے لوگ بولتے تھے، لیکن ابتداء میں اس امر کی اجازت دے دی گئی تھی کہ دوسرے علاقوں اور قبیلوں کے لوگ اپنے اپنے لہجے اور محاورے کے مطابق اسے پڑھ لیا کریں، کیونکہ اس طرح معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، صرف عبارت ان کے لیے ملائم ہو جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب اسلام پھیلا اور عرب کے لوگوں نے اپنے ریگستان سے نکل کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو فتح کر لیا، اور دوسری قوموں کے لوگ بھی دائرہ اسلام میں آنے لگے، اور بڑے پیمانے پر عرب وعجم کے اختلاط سے عربی زبان متاثر ہونے لگی، تو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اب بھی دوسرے لہجوں اور محاوروں کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت باقی رہی تو اس سے طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو جائیں گے۔ مثلاً یہ کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو غیر مانوس طریقے پر کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنے گا اور یہ سمجھ کر اس سے لڑ پڑے گا کہ وہ دانستہ کلام الٰہی میں تحریف کر رہا ہے۔ یا یہ کہ یہ لفظی اختلافات رفتہ رفتہ واقعی تحریفات کا دروازہ کھول دیں گے۔ یا یہ کہ عرب وعجم کے اختلاط سے جن لوگوں کی زبان بگڑے گی وہ اپنی بگڑی ہوئی زبان کے مطابق قرآن میں تصرف کر کے اس کے حسن کلام کو بگاڑ دیں گے۔ ان وجوہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے یہ طے کیا کہ تمام ممالکِ اسلامیہ میں صرف اُس معیاری نسخہ قرآن کی نقلیں شائع کی جائیں جو حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا، اور باقی تمام دوسرے لہجوں اور محاوروں پر لکھے ہوئے مصاحف کی اشاعت ممنوع قرار دے دی جائے۔

آج جو قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے، یہ ٹھیک ٹھیک اُسی مصحف صدیقی کے مطابق ہے جس کی نقلیں حضرت عثمانؓ نے سرکاری اہتمام سے تمام دیار وامصار میں بھجوائی تھیں۔ [1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چونکہ لوگوں کو ایک قراءت پر جمع کیا تھا اس بنا پر انھیں جامع القرآن

---

[1] تفہیم القرآن۔ مقدمہ، ص ۲۸-۳۰.

بھی کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب ''خطبات بہاولپور'' میں لکھتے ہیں: ''خود کمیشن کے صدر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی حافظ تھے۔ اس لیے انہوں نے جو کچھ لکھا اس یقین کے ساتھ لکھا کہ یہ ان کے ذہن میں بھی اسی طرح محفوظ ہے..... جب لوگ نسخہ لا کر پیش کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں حکم دیتے کہ قسم کھا کر بتاؤ کہ یہ نسخہ جو تم پیش کر رہے ہو، وہی ہے جس کی تصحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئی ہے۔ وہ قسم کھا کر یقین دلاتے تو پھر اس سے استفادہ کیا جاتا۔ جب پورا قرآن مجید لکھا جا چکا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے شروع سے آخر تک پڑھا۔ اس میں مجھے ایک آیت کم نظر آئی یہ آیت میرے حافظے میں تو موجود تھی مگر کسی تحریری نسخے میں موجود نہ تھی (یاد رہے کہ حافظوں میں یہ آیت موجود تھی) پھر انصار کے گھروں میں گیا۔ بالآخر ایک شخص کے پاس ایک تحریری نسخہ ملا۔ وہ نسخہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا ہوا تھا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت تھی کہ جب تک دو تحریری نسخے نہ ملیں (یہ بھی کمال احتیاط تھا) اس وقت تک اسے قرآن کے طور پر قبول نہ کیا جائے اب تک تحریری صورت میں ایک شخص کے پاس یہ آیت ملی تھی۔ یہاں پر مشیت خداوندی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اتفاق سے یہ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی کام سے خوش ہو کر کہا تھا کہ آج سے تمہاری شہادت دو شہادتوں کے مساوی سمجھی جائے گی۔ غرض یہ قدرت کی طرف سے پیشگی انتظام تھا۔''

# سورۃ الحجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ
لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا
حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا
عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ
كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ
قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الرّٰشِدُوْنَ ⑦ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧ وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى
فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا
بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑩ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ
عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ
لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ
قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا
وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ
اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ
اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع

(۱) مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے نہ بول اُٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

(۲) اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) اُن کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

(۳) جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزما لئے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

(۴) جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

(۵) اور اگر وہ صبر کیے رہتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر اُن کے پاس آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(۶) مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

(۷) اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔

(۸) (یعنی) اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

(۹) اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع لائے۔ پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(۱۰) مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

(۱۱) مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

(۱۲) اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(۱۳) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ (اور) اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔

(۱۴) دیہاتی (اعرابی) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے۔ تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۵) مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں جان اور مال سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔

(۱۶) ان سے کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو۔ اور اللہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے۔ اور اللہ ہر شے کو خوب جانتا ہے۔

(۱۷) یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچے (مسلمان) ہو۔

(۱۸) بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اُسے دیکھتا ہے۔

# تفسیر سورۃ الحجرات

سورت کا نام آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ (آیت ۴) سے ماخوذ ہے

مدینہ طیبہ کے آخری دور ۹ ھ میں مختلف مواقع پر نازل ہونے والے احکام کا مجموعہ ہے۔ ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم اور یہ کہ تمام امور

میں مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول کے پیچھے رہنا چاہیے۔ نیز مسلمانوں کو آداب رسالتمآب ﷺ سکھائے گئے ہیں کہ مومن اپنے نبی ﷺ کی توقیر، عزت واحترام کریں اور یہی اصل ایمان ہے۔

خبر کی تحقیق کر لینا ضروری ہے اس کے بغیر کسی قسم کی کاروائی کرنا مناسب نہیں ہے۔

مسلمانوں کی آپس میں جنگ ہو جانے کی صورت میں دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی آپس میں صلح کرائیں۔ اس لئے کہ مسلمان آپس میں اخوت کے رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں۔

معاشرتی برائیوں اور خرابیوں سے اجتناب کرنا (یعنی ایک دوسرے سے مذاق کرنا، الزام تراشیاں کرنا، بُرے بُرے نام رکھنا، ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہنا، غیبت، چغلی اور بہتان وغیرہ) اہل ایمان کو وہ ہدایات دی گئی ہیں جو مسلم معاشرے کو پاک رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

وحدت نسل انسانی کا پیغام دیا گیا ہے اور فرمایا کہ عزت وشہرت کی بنیاد ''تقویٰ'' ہے۔

یہ جان لو کہ جب تم اخلاص نیت سے (دل و جان سے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے لگو گے تو تمہارے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔

آیات ۱-۵: مومن کے لئے یہ بنیادی تقاضا ہے کہ وہ اپنی رائے کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے تابع رکھے۔ مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ دین کے تمام احکامات لوگوں کو اللہ کے رسولؐ کی معرفت پہنچتے ہیں۔ اس لئے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾

اے ایمان والو! ''اللہ اور اس کے رسولؐ سے پیش قدمی نہ کرو۔''

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے خلاف نہ چلو۔ یعنی کتاب وسنت کے سوا کسی اور قول سے فیصلہ نہ کرو۔ اس طرح سورۃ الاحزاب میں فرمایا کہ:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ﴾ [1]

---

[1] ۳۳/ الاحزاب : ۳۶.

''جس معاملے کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول نے کر دیا ہو اس کے بارے میں کسی مومن مرد وعورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ خود کوئی الگ فیصلہ کر لے۔''

ہاں البتہ کتاب وسنت کو مقدم رکھتے ہوئے اس کی روشنی میں اجتہاد کی اجازت ہے۔

بنو تمیم کے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ انہوں نے انتظار کیے بغیر آپ ﷺ کو حجروں سے باہر آپ کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا۔ اگر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کا انتظار کرتے تو اُن کے حق میں بہتر تھا۔ اس طرح یہ لوگ آپ ﷺ کی بے توقیری سے بچ جاتے اب اگر یہ لوگ اپنے کیے پر نادم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ''غفور رحیم'' ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: بعض اوقات آدمی کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکل جاتا ہے جس سے آدمی دوزخی قرار پا جاتا ہے۔ [1]

اس حدیث سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ایسی باتیں منہ سے نکالتے وقت اللہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ نیک اعمال کے رائیگاں ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

آداب مجلس نبوی ﷺ کا تقاضا یہ ہے اہل ایمان آپ ﷺ کا انتہائی ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اُمت پر حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم کی جائے اور اسی لئے آپ ﷺ کو نام کے ساتھ پکارنے اور آپ ﷺ کی موجودگی میں اونچی آواز میں گفتگو کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا گیا اور انہیں آپ ﷺ کا احترام کرنے کی سختی سے تلقین کی گئی۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾ [2]

''رسول (ﷺ) کو تم اس طرح مت بلاؤ جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔''

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] بخاری و مسلم. [2] ٢٤/ النور: ٦٣.

نبی کریم ﷺ سے اس قدر پست آواز میں بات کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو ان سے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہا ہے۔'' ❶

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جن کی آواز فطری طور پر بلند تھی ان کے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونا بند کر دیا، چنانچہ آپ ﷺ کی اجازت سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُن کو خبر دینے کے لئے ان کے گھر گئے۔ کہ آپ جہنم والوں میں سے نہیں بلکہ جنت والوں میں سے ہیں۔'' ❷

ان دونوں واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا شدید احترام کرتے تھے اور ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہیں یہ بات ہرگز گوارا نہ تھی کہ ان کی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہو گیا تو ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہوگا۔

اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی توقیر واحترام کرنے والوں کو بشارت سناتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ ❸

''جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی تعظیم اور مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو اُن پر اتارا گیا ہے، ایسے لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴾ ❹

''یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کی مدد کرو اور

---

❶ بخاری: ٤٨٤٥، ٤٨٤٧.
❷ بخاری: ٤٨٤٦؛ مسلم ص ١١٩.
❸ ٧/ الأعراف: ١٥٧.
❹ ٤٨/ الفتح: ٨ - ٩.

اس کا ادب کرو۔ اور صبح وشام اس (اللہ) کی تسبیح بیان کرو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور تعظیم کس طرح کرتے تھے، اس کی ایک جھلک صلح حدیبیہ میں نظر آتی ہے۔

حضرت عروۃ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ، جو اس وقت مشرک تھے اور قریش کے نمائندہ بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، وہ جب قریش کے پاس واپس لوٹے تو انہوں نے کہا:

''میری قوم! اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں سے مل چکا ہوں، میں نے قیصر و کسری اور نجاشی جیسے بادشاہ دیکھے ہیں لیکن اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے ساتھی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اُن کا لعابِ دہن ان کے کسی صحابی کی ہتھیلی میں ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور اپنی جلد پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم جاری کرتے ہیں تو ان کے اصحاب فوراً اس پر عمل کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وضو والا پانی اسے مل جائے اور جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو ان کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم کی بنا پر ان کی نظروں سے نظر نہیں ملاتے.....'' [1]

یہ ادب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے لیے سکھایا گیا تھا اور اس کے مخاطب وہ لوگ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے، مگر بعد کے لوگوں کو بھی ایسے تمام مواقع پر یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے جب آپ کا ذکر ہو رہا ہو، یا آپ کا کوئی حکم سنایا جائے، یا آپ کی احادیث بیان کی جائیں۔ اس کے علاوہ اس آیت سے یہ ایماء بھی نکلتا ہے کہ لوگوں کو اپنے سے بزرگ تر اشخاص کے ساتھ گفتگو میں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ کسی شخص کا اپنے بزرگوں کے سامنے اس طرح بولنا جس طرح وہ اپنے دوستوں یا عام آدمیوں کے سامنے بولتا ہے، دراصل اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں ان کے لیے کوئی احترام موجود نہیں ہے اور وہ ان میں اور عام آدمیوں میں

[1] بخاری: ۲۷۳۱۔ ۲۷۳۲.

کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ ❶

اس آیت میں معاملات کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے، بالخصوص وہ معاملات جو حساس نوعیت کے ہوں ان کی ضرور تصدیق کروانی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ ﴾ ❷

''اور اس چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کو کوئی علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک، اس کے متعلق سوال ہوگا۔''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کیے) بیان کر دے۔'' ❸

سوشل میڈیا پر تحقیق کرنے کا تو عموماً کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ فیس بک، واٹساپ اور دیگر ذرائع ابلاغ پر بغیر تحقیق کے پوسٹوں کو شیئر کرنے، پوسٹ کرنے وغیرہ کا رجحان اسلامی اصول تحقیق کے خلاف ہے۔

اس آیت کی روشنی میں محدثین کرام نے فن حدیث میں جرح وتعدیل کا فن ایجاد کیا تاکہ راویان حدیث کے حالات کی تحقیق ہو جن کے ذریعہ آپ ﷺ کی احادیث لوگوں تک پہنچیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اہمیت رکھنے والی خبر کی ضرور تحقیق ہونی چاہیے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کی رائے کے موافق چلیں تو بہت بڑی خرابی آجائے گی۔ ❹

اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ جب تمہارے درمیان موجود ہیں جو تمہارے مصالح کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔

---

❶ تفهيم القرآن ج ٥ ص ٧١. ❷ ١٧/ بنی اسراء یل: ٣٦.
❸ مسلم: ٨. ❹ ترمذی ج ٢ ص ١٨٢.

آپ ﷺ کے اس دنیا سے انتقال کر جانے کے بعد قرآن مجید اور آپ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ کتاب وسنت کی پیروی ہی صحیح منہج ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ ﴾ ❶

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔''

نبی کریم ﷺ لوگوں پر آسانی پیدا کرتے تھے، آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ ❷

''بلاشبہ یقیناً تمھارے پاس تمھی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

آیات ۹-۱۰: انسؓ بن مالک سے روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ عبداللہ بن ابی بن سلول کے گھر اسے اسلام کی دعوت دینے کے لئے اپنے خچر پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تو اُس کو آپ ﷺ کی آمد ناگوار گزری اور اپنی ناک پر کپڑا ڈال کر یہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ کے خچر کی بو سے میرا دماغ پریشان ہو گیا ہے تو ایک صحابی عبداللہ انصاریؓ نے اس کا جواب دیا کہ تمہارے جسم کی بو سے آپ ﷺ کے خچر کی بو بہتر ہے۔ تو اس پر جھگڑا بڑھنے کا خدشہ ہوا تو آپ ﷺ نے

❶ ٤/ النساء: ٥٩. ❷ ٩/ التوبة: ١٢٨.

دونوں جماعتوں کے درمیان صلح کرادی۔ ❶

اِن آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپس میں جنگ وغیرہ کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے مگر یہ ممکن ہے کہ آپس میں جھگڑا اور جنگ ہو جائے اگر ایسا ہو تو اس صورت حال میں صلح کا طریق کار اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

اللہ نہ کرے اگر صلح کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں تا کہ سرکش جماعت صلح پر راضی ہو جائے اور فریقین کا عدل وانصاف کی بنیادوں پر آپس میں ملاپ کرادیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾

''یقیناً مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے باہمی نزاع وغیرہ کے فیصلے خود کریں اور اپنے فیصلے کافروں کی عدالتوں میں نہ لے کر جائیں اس لئے کہ کافر حکومتیں اور عدالتیں عدل وانصاف سے عاری ہیں۔

آیات ۱۱-۱۲: خوش طبعی کچھ اس طرح جائز ہے کہ کسی مسلمان مرد کو مرد سے یا مسلمان عورت کو عورت سے سچی بات خوش طبعی کے طور پر نکالنا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو ''دو کانوں والا'' فرمایا کرتے تھے۔ یا آپ ﷺ نے بڑھیاؓ سے فرمایا: بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، جب وہ عورت گھبرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھی عورتیں جوان ہو کر جنت میں جائیں گی۔ ❷

حاصل یہ ہے کہ بے جا ہنسی و دل لگی جائز نہیں کیونکہ اس سے حقارت جھلکتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہنسی مذاق کرنے والے کو کیا معلوم کہ یہ جس کی حقارت کے درپے ہے اللہ کے نزدیک وہ اس ہنسی کرنے والے شخص سے بہتر ہو۔

---

❶ بخاری ج ۱ ص ۹۷۰ و مسلم ج ۲ ص ۱۱۰.

❷ مشکوٰۃ باب المزاح، ص ٤١٦.

اس طرح طعنے دینا، بُرے نام رکھنا، بُرے القابات کہنا جائز نہیں کیونکہ اسلام لانے کے بعد ایسی باتیں اچھی نہیں یعنی بُرائی تو بُرائی ہی رہتی ہے۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں مخلوط سوسائٹی کی اجازت نہیں ہے جہاں غیر محرم مرد وخواتین اکٹھے ہو کر آپس میں ہنسی مذاق کریں۔

تعلیمی اداروں میں لڑکے لڑکیوں کا تنہائی میں بیٹھنا نیز گپ شپ لگانا اور ہنسی مذاق کرنا اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے خلاف ہے، نیز اس سے باہمی نفرتیں بھی پیدا ہوتی ہیں، تعلیم وتعلم سے منسلک لوگ جب ایسی حرکتیں کرنے لگ جائیں تو باقی لوگوں کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے!

یہ بھی واضح رہے کہ گرل اور بوائے فرینڈ کا یورپ سے درآمد شدہ تصور بھی اسلامی تعلیمات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ مسلمان کو اپنے دین کی تعلیمات کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اہل مغرب کے حیا باختہ طرز زندگی کی۔

" لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ "، طعن وتشنیع کے علاوہ ہر وہ مفہوم مراد ہے جس سے آپس کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات تو قرآن واضح کر رہا ہے کہ دوسروں پر زبان طعن دراز کرنے والا دراصل اپنے آپ کو مطعون کرتا ہے۔

مذاق، بدگوئی اور غیبت سے زبان کو روکنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کی مذمت پیٹھ پیچھے کرنا غیبت ہے صحابہؓ نے عرض کیا اگر چہ وہ شخص ایسا ہی ہو، (یعنی اس میں مذمت کی بات موجود ہو) تو کیا اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یہی تو غیبت ہے ورنہ ایک شخص میں کوئی بات نہیں ہے تو اس کی مذمت کرنا بہتان ہے۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بیہودہ باتوں سے اپنی زبان کو روکا تو گویا وہ اسلام کی خوبی پالیتا ہے۔ ❷

''بعض گمان گناہ ہوتے ہیں'' یعنی مطلقاً گمان کرنے سے قرآن نہیں روک رہا بلکہ کثرت

---

❶ مسلم ج ۲ ص ۳۲۲۔ ❷ ترمذی ص ٦٧: ج ۲۔

گمان سے روکا ہے کیونکہ کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔ یہ کہ زبردستی ایک شخص کی نسبت کوئی بدگمانی پیدا کر کے کوئی عیب اس کے ذمہ لگا دیا تو پھر یہی ''بہتان'' بن جاتا ہے۔اس لئے شر سے بچنے کے لئے احتیاط سے کام لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جائز عیب کے لئے گمان کی اجازت ہے۔ مثلاً قاضی، جج وغیرہ کا شہادتوں کی بنیاد پر غالب گمان سے فیصلہ دینا وغیرہ۔

راز ٹٹولنا اور ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنا ہر حال میں ممنوع ہے۔حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مخفی حالات کی ٹوہ/کھوج میں لگا رہے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: مسلمانو! تم ایک دوسرے کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو۔ ❶

اس حکم سے مستثنیٰ صرف وہ مخصوص حالات ہیں جن میں تجسس کی فی الحقیقت ضرورت ہو۔ مثلاً کسی شخص یا گروہ کے رویے میں بگاڑ کی کچھ علامات نمایاں نظر آ رہی ہوں اور اس کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا ہے تو حکومت اس کے حالات کی تحقیق کر سکتی ہے۔ مثلاً کسی شخص کے ہاں کوئی شادی کا پیغام بھیجے، یا اس کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کرنا چاہے تو وہ اپنے اطمینان کے لیے اس کے حالات کی تحقیق کر سکتا ہے۔ ❷

غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا۔ جس طرح مردہ بھائی کے گوشت کاٹنے یا کھانے سے اس کو خبر نہیں ہوتی اس طرح جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ بھی بے خبر ہوتا ہے لیکن جس طرح زندہ جسم میں سے گوشت کاٹنے سے زخم بھی ہوتا اور تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے اسی طرح بدگوئی (غیبت) کو سن کر آدمی کے دل میں زخم ہوتا ہے۔ انہیں مناسبتوں سے غیبت کو مردہ گوشت کھانے سے مشابہت دی گئی۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ مردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے، حتیٰ کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو، اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی

❶ ابو داؤد. ❷ تفہیم القرآن ج ۵، الحجرات.

ہو۔ پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ مؤثر بنا دیا گیا ہے تا کہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی فطرت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا اور جہاں اس کو یہ خبر تک نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے؟ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حقارت اور ذلت کے درپے ہوا اس نے بہت بڑا گناہ کمایا۔'' ❷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز بدترین وہ شخص ہوگا جس کی بدزبانی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

حاصل یہ کہ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے وہ سب باتیں اور کام معاشرے میں حقارت اور ذلت کے پھیلنے کے اسباب ہیں جو بڑے وبال کا باعث ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ حقوق العباد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

آیت ۱۳: اسلام سے قبل قریش حج سے فراغت کے بعد اپنے آباؤ واجداد کی مدح کرتے تھے اور فخر و غرور کیا کرتے تھے جس کے سبب بعض قبائل دوسرے بعض قبیلوں کو حقیر جانتے تھے۔ اس لئے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم سب کو ایک باپ اور ایک ماں سے پیدا کیا..... یاد رہے کہ اللہ کے نزدیک تم سے عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے مزاج میں پرہیز گاری زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عزت والا ہے۔ ❸

یہی مفہوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا ہے، فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ

---

❶ تفهيم القرآن، ج ٥.
❷ مسلم ص ٣١٧ ج ٢.
❸ بخاری ج ١ ص ٤٧٩.

وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَّلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى ، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ . ❶

''لوگو: خبردار ہو، تم سب کا اللہ ایک ہے کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ بتاؤ، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا، اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ . ❷

''تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔''

آیت ۱۴: یہ آیت بنی اسد کے بارے میں اتری۔ ❸

امام بخاری نے قرآنی آیات واحادیث سے ثابت کیا ہے کہ درحقیقت ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے لیکن مجازی طور پر کبھی ایسے شخص کو بھی مسلمان کہا جاتا ہے جو نماز روزہ کی ادائیگی تو کرتا ہو مگر دین کی باتوں کا پورا یقین اس کے دل میں نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پختہ ایمان والے لوگ نافرمانی سے ایسے گھبراتے ہیں جس طرح کوئی آگ میں ڈالے جانے سے گھبراتا ہے۔ ❹

حاصل یہ ہے کہ بنی اسد کے لوگ نومسلم تھے اس لئے کبار وقدیمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انصار و

---

❶ بیہقی. ❷ بزار.

❸ الدر المنثور ج ٦ ص ١٠٠. ❹ بخاری ج ١ ص ٧ باب حلاوة الایمان.

مہاجرین کی طرح اپنے آپ کو ایماندار سمجھنے لگے..... اسی لئے فرمایا تم لوگ ابھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہو اور نماز وغیرہ میں شریک ہونے لگے ہو ابھی تمہاری ایمانداری کی جانچ مکمل نہیں ہوئی۔ اگر تم لوگ بھی صحابہ کرامؓ کی طرح ثابت قدمی دکھاؤ گے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اس سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ قرآن مجید کی زبان میں ''مومن'' اور ''مسلم'' دو متقابل اصطلاحیں ہیں، مومن وہ ہے جو سچے دل سے ایمان لایا ہو اور مسلم وہ ہے جس نے ایمان کے بغیر محض ظاہر میں اسلام قبول کر لیا ہو۔ لیکن درحقیقت یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس جگہ ایمان کا لفظ قلبی تصدیق کے لیے اور اسلام کا لفظ محض ظاہری اطاعت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مگر یہ سمجھ لینا صحیح نہیں ہے کہ یہ قرآن مجید کی دو مستقل اور باہم متقابل اصطلاحیں ہیں۔ قرآن کی جن آیات میں اسلام اور مسلم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا تتبع کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کی اصطلاح میں ''اسلام'' اس دین حق کا نام ہے جو اللہ نے نوع انسانی کے لیے نازل کیا ہے، اس کے مفہوم میں ایمان اور اطاعتِ امر دونوں شامل ہیں اور ''مسلم'' وہ ہے جو سچے دل سے مانے اور عملاً اطاعت کرے۔ مثال کے طور پر حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ ❶

''یقیناً اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔''

﴿ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ﴾ ❷

''اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''

﴿ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ ❸

''اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔''

---

❶ ۳/ آل عمرٰن: ۱۹۔ ❷ ۳/ آل عمرٰن: ۸۵۔

❸ ۵/ المائدۃ: ۳۔

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ ❶

''اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔''

ظاہر ہے کہ ان آیات میں ''اسلام'' سے مراد اطاعت بلا ایمان نہیں ہے۔ پھر دیکھیے جگہ جگہ اس مضمون کی آیات آتی ہیں:

﴿قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ﴾ ❷

''اے نبی کہو! مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا میں ہوں۔''

﴿فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ ❸

''پھر اگر وہ اسلام لے آئیں تو انہوں نے ہدایت پالی۔''

﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا﴾ ❹

''تمام انبیاء جو اسلام لائے تھے تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔''

کیا یہاں اور اس طرح کے بیسیوں دوسرے مقامات پر اسلام قبول کرنے یا اسلام لانے کا مطلب ایمان کے بغیر اطاعت اختیار کر لینا ہے؟ اسی طرح ''مسلم'' کا لفظ بار بار جس معنی میں استعمال ہوا ہے اس کے لیے نمونے کے طور پر حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝١٠٢﴾ ❺

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

﴿هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا﴾ ❻

''اس نے تمہارا نام پہلے بھی مسلم رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی۔''

---

❶ ٦/ الانعام: ١٢٥ .
❷ ٦/ الانعام: ١٤ .
❸ ٣/ آل عمرٰن: ٢٠ .
❹ ٥/ المائدة: ٤٤ .
❺ ٣/ آل عمرٰن: ١٠٢ .
❻ ٢٢/ الحج: ٧٨ .

﴿ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ﴾ ❶

''ابراہیمؑ نہ یہودی تھا نہ نصرانی، بلکہ وہ یک سُو مسلم تھا۔''

﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً ﴾ ❷

''اے ہمارے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی امت پیدا کر جو تیری مسلم ہو۔''

﴿ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ ❸

''(حضرت یعقوبؑ کی وصیت اپنی اولاد کو) اے میرے بچو، اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے پس تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

ان آیات کو پڑھ کر آخر کون یہ خیال کر سکتا ہے کہ ان میں مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو دل سے نہ مانے، بس ظاہری طور پر اسلام قبول کر لے؟ اس لیے یہ دعویٰ کرنا قطعی غلط ہے کہ قرآن کی اصطلاح میں اسلام سے مراد اطاعت بلا ایمان ہے، اور مسلم قرآن کی زبان میں محض بظاہر اسلام قبول کر لینے والے کو کہتے ہیں۔ اس طرح یہ دعویٰ کرنا بھی غلط ہے کہ ایمان اور مومن کے الفاظ قرآن مجید میں لازماً سچے دل سے ماننے ہی کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ ❹

آیت ۱۵: اہل ایمان کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں کہ یہ لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی سچی فرماں برداری پر قائم رہتے ہیں اور ہر طرح جان و مال سے اسلام کی ترقی میں لگے رہتے ہیں اور کسی بھی حال میں اپنے ایمان کو متزلزل نہیں ہونے دیتے۔ حضرت سفیان بن عبداللہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ایک ایسی بات بتلا دیجئے کہ پھر مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن باتوں کے کرنے کا شریعت میں حکم ہے ان کو بجالاؤ اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے اجتناب کرو، خالص دل سے اللہ کی فرمانبرداری قبول کرو اور پھر مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔ ❺

آیت ۱۶: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی

---

❶ ۳/ آل عمرٰن: ٦٧ . ❷ ۲/ البقرة: ۱۲۸ . ❸ ۲/ البقرة: ۱۳۲ .

❹ تفهيم القرآن، ج ٥، الحجرات . ❺ مسلم، ج ١ ص ٤٨ .

نظر انسان کی ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اس کی نظر تو ہمیشہ انسان کے دل پر رہتی ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ کس نیت سے کرتا ہے۔ ❶

انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا مکمل علم ہوتا ہے، آخر اسے اطلاع دینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ دراصل اپنے اسلام قبول کرنے کا بتا کر کچھ مادی منفعت حاصل کرنا چاہتے تھے۔

آیات ۱۷-۱۸: قبیلہ اسد کے لوگ قحط کے زمانے میں مدینہ منورہ آ گئے کہ غنیمت کے مال میں سے یا صدقہ وخیرات کی چیزوں میں مدد ملتی رہے گی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اسلام لانے کا احسان بھی جتلانے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ سچے دل سے اسلام پر قائم رہیں۔ علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ قیامت کے دن جب اعمال نامے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بہت سے نیک لوگوں کے نیک اعمال نکالنے کا حکم دیں گے تو فرشتے عرض کریں گے یہ تو نیک لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ انسان کے دل کا حال تمہیں معلوم نہیں، میں دل کے احوال خوب جانتا ہوں۔ لہٰذا یہ نیک اعمال خالص نیت سے نہیں کیے گئے تھے۔ ❷

اگر کسی کو واقعتاً اسلام کی دولت مل گئی تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے نہ اسلام قبول کرنے والے کا کسی پر۔ آخری آیت میں بتایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کا غیب جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

وہ ہر انسان کے ظاہری اور باطنی حالات سے پوری طرح باخبر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝﴾ ❸

''اور تم اپنی بات کو چھپاؤ، یا اسے بلند آواز سے کرو (برابر ہے)، یقیناً وہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہی تو ہے جو نہایت باریک بین ہے، کامل خبر رکھنے والا ہے۔''

---

❶ مسلم ج ۲ ص ۳۱۷۔ ❷ الترغیب و الترھیب ج ۱ ص ۶۵۰۔
❸ ۶۷/ الملک: ۱۳-۱۴

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ ﴾ ❶

''کہہ دیجیے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ ﴾ ❷

''اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں ایک فرشتہ ہوں۔''

مخلوق کے تمام اعمال خالق کی نگاہ میں ہیں، لہٰذا مومن کو ہمہ وقت یہ احساس اجاگر رکھنا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہے۔ اس سے کوئی معاملہ مخفی نہیں رہ سکتا، کوئی دیکھے نہ دیکھے وہ تو دیکھے گا:

﴿ يَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ ﴾ ❸

''اس دن تم پیش کیے جاؤ گے، تمھاری کوئی چھپی ہوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿١٠﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿١١﴾ ﴾ ❹

''تو کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے باہر نکال پھینکا جائے گا۔ اور جو کچھ سینوں میں ہے ظاہر کر دیا جائے گا۔ بے شک ان کا رب اس دن ان کے متعلق یقیناً خوب خبر رکھنے والا ہے۔''

---

❶ ٦/ الانعام: ٥٠.
❷ ١١/ هود: ٣١.
❸ ٦٩/ الحاقة: ١٨.
❹ ١٠٠/ العديٰت: ٩-١١.

# سورۃ المائدۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝١
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا
الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا
حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ
الْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ
الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَ
الْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَى
النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ
مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ
اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا
عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٤ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ
الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ

حَبِطَ عَمَلُهٗ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ
اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ
اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ
عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً
فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ
اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ
يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ ﴾

(۱) اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے چار پائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں بجز اُن کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

(۲) مومنو! اللہ کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ اُن جانوروں کی (جو اللہ کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ اُن لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہوں اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس

بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُن پر زیادتی کرنے لگو۔ اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

(۳) تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ تیروں سے قسمت معلوم کرو۔ یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو اُن سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں (اُن سے) کہہ دو کہ سب پاکیزہ چیزیں تم کو حلال ہیں اور وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تمہارے لئے اُن شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جن کو تم نے سدھار کھا ہو اور جس (طریق) سے اللہ نے تمہیں (شکار کرنا) سکھایا ہے (اس طریق سے) تم نے اُن کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اُس کو کھا لیا کرو (اور شکاری جانوروں کے چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

(۵) آج تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ اُن کا مہر دے دو۔ اور اُن سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی۔ اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا اُس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

(۶) مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور سر کا مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھولیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اُس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمّم) کرلو اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

(۷) اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں اُن کو یاد کرو اور اُس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔

(۸) اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

(۹) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اُن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

(۱۰) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

(۱۱) اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اُس کو یاد کرو جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اُس نے اُن کے ہاتھ روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

# تفسیر سورۃ المائدہ

سورت کا نام: آیات نمبر ۱۱۲، ۱۱۴ سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول: ۶، ۷ ھجری

مضامین کا خلاصہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں معاونت، یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد، عدل وانصاف، حدود وتعزیرات کا بیان، حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سورۃ المائدہ حرام و حلال کے باب میں آخری سورۃ ہے .....(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۱۱)

سورۃ حسبِ ذیل تین بڑے بڑے مضامین پر مشتمل ہے:

(۱) مسلمانوں کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی زندگی کے متعلق مزید احکام وہدایات۔ اس سلسلہ میں سفر حج کے آداب مقرر کیے گئے، شعائر اللہ کے احترام اور زائرین کعبہ سے عدم تعرض کا حکم دیا گیا، کھانے پینے کی چیزوں میں حرام وحلال کے قطعی حدود قائم کیے گئے اور دور جاہلیت کی خود ساختہ بندشوں کو توڑ دیا گیا، اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی، وضو اور غسل اور تیمم کے قاعدے مقرر کیے گئے، بغاوت، فساد اور سرقہ کی سزائیں معین کی گئیں، شراب اور جوئے قطعی حرام کر دیا گیا، قسم توڑنے کا کفارہ مقرر کیا گیا، اور قانون شہادت میں مزید چند دفعات کا اضافہ کیا۔

(۲) مسلمانوں کو نصیحت۔ اب چونکہ مسلمان ایک حکمران گروہ بن چکے تھے، ان کے ہاتھ میں طاقت تھی، جس کا نشہ قوموں کے لیے اکثر گمراہی کا سبب بنتا رہا ہے، مظلومی کا دور خاتمہ پر تھا اور اس سے زیادہ سخت آزمائش کے دور میں وہ قدم رکھ رہے تھے، اس لیے ان کو خطاب کرتے ہوئے بار بار نصیحت کی گئی کہ عدل پر قائم رہیں، اپنے پیش رو اہل کتاب کی روش سے بچیں، اللہ کی

اطاعت وفرماں برداری اوراس کے احکام کی پیروی کا جوعہد انہوں نے کیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور یہود ونصاریٰ کی طرح اس کو توڑ کا اسِ انجام سے دوچار نہ ہوں جس سے وہ دوچار ہوئے۔اپنے جملہ معاملات کے فیصلوں میں کتاب الٰہی کے پابند رہیں،اور منافقت کی روش سے اجتناب کریں۔

(۳) یہودیوں اور عیسائیوں کو نصیحت۔ یہودیوں کا زور اب ٹوٹ چکا تھا اور شمالی عرب کی تقریباً تمام یہودی بستیاں مسلمانوں کے زیرنگین آ گئی تھیں۔اس موقع پر ان کو ایک بار پھر ان کے غلط رویہ پر متنبہ کیا گیا ہے اور انہیں راہِ راست پر آنے کی دعوت دی گئی ہے۔نیز چونکہ صلح حُدَیبیہ کی وجہ سے عرب اور متصل ممالک کی قوموں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کا موقع نکل آیا تھا اس لیے عیسائیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ خطاب کر کے ان کے عقائد کی غلطیاں بتائی گئی ہیں اور انہیں نبی عربی پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ہمسایہ ممالک میں سے جو قومیں بُت پرست اور مجوسی تھیں ان کو براہِ راست خطاب نہیں کیا گیا، کیونکہ اُن کی ہدایت کے لیے وہ خطبات کافی تھے جو اُن کے ہم مسلک مشرکین عرب کو خطاب کرتے ہوئے مکّہ میں نازل ہو چکے تھے۔ ❶

تفسیر آیت نمبر۱: اہل ایمان کو معاہدات کے پورا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ تم تمام قسم کے عہد، میثاق اور وعدے پورے کیا کرو۔اس سورت میں حلال وحرام کے احکامات بیان کرنے سے پیشتر معاہدات کو پورا کرنے کی تاکید کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ کتاب (یہود) کو ان کے بار بار عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا.....(المائدۃ:۱۳) اس لئے تمہید کے طور پر مومنین کو معاہدات کی پاسداری کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حرام وحلال چیزوں کے جو احکام عہد کے طور پر قرآن مجید میں ہیں انہی احکام کو ''عقود'' کی تفسیر قرار دیا گیا۔ ❷

اور فرمایا:

---

❶ تفهيم القرآن، ج ١ ص ٤٣٦ .

❷ تفسير ابن كثير ج ٢ ص ٣ .

﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا﴾ ❶

''اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں۔''

اور آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کے دن عہد شکنی کرنے والے کی نشانی یہ ہوگی اس کی پیٹھ پر غداری کا جھنڈا ہوگا۔ ❷

واضح رہے کہ عہد کو پورا نہ کرنا نفاق کی بھی علامت ہے اس بارے میں متعدد صحیح احادیث ہیں۔ ❸

قرآن حکیم نے آپؐ کی حیات طیبہ کو اہل ایمان کے لئے کامل نمونہ قرار دیا ہے اور آپؐ عہد کی پابندی کے معاملے میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپؐ کے ایفائے عہد کو دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ قیصر روم نے ابوسفیانؓ سے پوچھا تھا کہ ''فَهَلْ يَغْدِرُ'' تو ابوسفیان نے جواب دیا ''لَا'' وہ عہد شکنی نہیں کرتے، تو قیصر روم نے جواب دیا ''اللہ کے رسول بدعہدی نہیں کرتے۔''

قرآن مجید نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا ہے یہ معاہدے کی پاسداری کا نتیجہ تھا کہ اسلام بلادِ عرب میں پھیل گیا اور ''فتح مکہ'' جیسی عظیم لذت عطا ہوئی۔

بهيمة الانعام: بھیمۃ میں تمام چوپائے جانور آ جاتے ہیں۔ ''انعام'' میں چار قسم کے جانور اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ مراد لئے جاتے ہیں اور یہی چار جوڑے ''قربانی'' کے جانور بھی ہیں۔ اس طرح وہ جانور جو نباتاتی غذاؤں پر پرورش پاتے ہوں اور دنیا کے جس خطے میں پائے جاتے ہوں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ) حلال ہیں۔ دیگر جانور جو گوشت خور ہیں (یعنی درندے) وہ سب حرام ہیں۔

حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں: آپؐ نے ہمیں ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے اور ہر شکاری پرندے کو جو پنجوں سے شکار کرتا ہے حرام قرار دیا۔ ❹

احرام: احرام مخصوص لباس ہے جو حج وعمرہ کرنے والے مسلمان میقات سے باندھتے

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۷۷.
❷ بخاری: ۳۱۸۶؛ مسلم: ۱۷۳۵، ۱۷۳۸.
❸ بخاری: ۳۳؛ مسلم: ۵۹.
❹ بخاری و مسلم، الصید.

ہیں۔مردوں کے لئے دو چادریں اور عورتوں کے لئے مخصوص قسم کا لباس جس میں چہرہ نقاب کے ساتھ ڈھانپنے کی اجازت نہیں ہوتی۔احرام کی حالت میں بہت سی وہ چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں حلال ہیں۔ مثلاً حجامت بنوانا، خوشبو کا استعمال، زیب و زینت، قضائے شہوات اور کسی خشکی کے حلال جانور کا شکار کرنا اور کسی کو شکار میں مدد دینا وغیرہ۔ہاں اگر غیر محرم، شکار کا گوشت محرم کو تحفہ میں دے تو اس کا استعمال جائز ہے۔مگر شرط یہ ہے یہ شکار محرم کے لئے نہ کیا گیا ہو۔

حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کے احکامات کی اطاعت دل و جان سے کرے، نیز اُس کے تمام احکامات حکمت پر مبنی ہیں۔

آیت نمبر۲: شعائر، شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی ''نشانی'' کے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾ ﴾ ❶

''جو شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے۔''

حرمت والے مہینے چار ہیں، رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم۔ان مہینوں میں مسلمانوں کی طرف سے لڑائی کی ابتداء کرنا جائز نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۗ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٦﴾ ﴾ ❷

''اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں (یعنی) اُس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔اللہ کی کتاب میں (سال کے) بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی دین (کا) سیدھا راستہ ہے تو ان (مہینوں) میں (قتال ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا اور تم سب کے سب مشرکوں سے

❶ ۲۲/ الحج : ۳۲. ❷ ۹/ التوبة : ۳۶.

لڑو۔ جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔"

ھدی قربانی کے وہ جانور جن کو حاجی منیٰ میں قربان کرتے ہیں اور "قلائد" وہ پٹے جو ان جانوروں کے گلے میں پہچان کے لئے ڈالے جاتے تھے

"اٰمین البیت الحرام" سے مراد حجاج کرام ہیں جو اخلاص نیت سے بیت اللہ الحرام کا قصد کرتے ہیں۔ اصل مقصد اللہ کی رضا مندی کا حصول ہے نیز حجاج اپنے ساتھ تجارت کا سامان بھی رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہونے (احرام کھل جانے) کے بعد ممانعت ختم ہوگئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد کچھ مشرکین مدینہ کے راستے سے عمرہ وحج کی نیت سے مکہ جاتے تھے تو صحابہؓ نے آپؐ سے اجازت چاہی کہ جس طرح مشرکین مکہ نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر روک لیا تھا اور عمرہ نہیں کرنے دیا گیا ہم بھی ان مشرکین کو مکہ جانے سے روک دیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ❶

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ﴾ ❷

"اے ایمان والو! مشرک پلید ہیں تو اس برس کے بعد کعبۃ اللہ کے پاس نہ جانے پائیں۔"

اس آیت سے المائدۃ کی آیت کا حکم منسوخ ہوگیا۔

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں بلا امتیاز دین ومذہب اور رنگ ونسل تعاون کرو۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" صحابہؓ کے سوال پر آپؐ نے وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا: مظلوم کی مدد تو واضح ہے اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم نہ کرنے دو۔ ❸

آیت کے آخری ٹکڑے کی روح یہی ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں ظلم ہو اُسے روک دیں، یہی

---

❶ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳-٤. ❷ ۹/ التوبة: ۲۸.

❸ بخاری: ۲٤٤٤.

ہمارا منصب ہے۔ یہی تقویٰ ہے ورنہ یہ کہ اللہ جب سزا دیتا ہے تو سخت سزا دیتا ہے۔

حج: اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرنا، بیت اللہ کے سامنے دہائی دینا، میں نے اپنے اوپر ظلم کر ہے مجھے معاف کردو اور یہی فریاد ''عرفات کے میدان میں'' سارا دن ہوتی رہتی ہے۔ تو وہاں کوئی انا نہیں ہوتی، ایک ہی طرح کے لباس میں سب ملبوس ہیں سب سے پہلی پکار احرام باندھنے کے بعد یہ ہوتی ہے اور جاری رہتی ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ . ❶

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوا ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک حمد بھی آپ کی نعمت بھی آپ کی، اور ملک بھی آپ کا، آپ کا کوئی شریک نہیں۔''

آیت نمبر۳: فرمایا: تم پر حرام کر دیا گیا ہے، مردار (سوائے مچھلی اور ٹڈی کے) بہتا ہوا خون (سوائے تلی اور جگر کے) اور سور کا گوشت (اور اس کے تمام اجزا) اور جو چیز اللہ کے علاوہ غیر اللہ کے نام (عملاً اور اعتقاداً) کر دی گئی ہو۔ اور وہ جانور جسے گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو اور جو چوٹ کھا کر اور جو بلندی (وغیرہ) سے گر کر، جو سینگ لگنے سے مر گیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اس میں سے کسی جانور میں جان باقی ہے تو ذبح کر لو اور وہ حلال ہوگا (اگرچہ آجکل عیسائی سور کو حرام نہیں سمجھتے مگر پہلی شریعتوں میں سور قطعی حرام ہے) (استثناء، باب ۱۴)

حلال وحرام کی حکمت: حلت وحرمت کے قانون میں شریعت نے صرف اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا کہ حرام چیزوں کے طبی لحاظ سے جسم انسانی پر کیا مفید یا مضر اثرات پڑتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے سنکھیا اور دوسرے زہروں کا نام لیا جاتا، بلکہ زیادہ تر اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان حرام اشیاء کے انسان کے اخلاق پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور طہارت اور پاکیزگی سے ان کا کس قدر تعلق ہے، نیز ایسی تمام چیزیں بھی حرام قرار دی گئیں جنہیں نیت کی

❶ بخاری: ۱۵٤۹؛ مسلم: ۱۱۸٤.

گندگی اور عقیدہ کی خباثت حلال سے حرام بنا دیتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ جو چیز اللہ نے حرام کی ہے اس کی حکمت بہر حال انسان کی سمجھ میں آ جائے۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" ❷

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ. ❸

"بے شک اللہ تمھاری شکل وصورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمھارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ شریعت کے تمام امور کا دارومدار آدمی کی نیت اور دلی ارادہ پر ہے۔ لہٰذا جو شخص حلال وحرام کے احکامات کو تسلیم نہیں کرتا وہ عملاً اسلام کا باغی ہے۔

"وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ" جمہور مفسرین نے آیت کے یہ معنی کئے ہیں: "جب کوئی جانور ذبح کیا جائے تو اُس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے۔" شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اگرچہ جانور ذبح کرتے وقت عادتاً "بسم اللہ واللہ اکبر" زبان سے کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہوگا (جب اُس جانور کو غیر اللہ کی خاطر ذبح کیا گیا ہو)۔ ❹

"وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ: نُصُب اُن آستانوں کو کہتے ہیں جہاں غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا: ایسی جگہوں پر ذبح کئے گئے جانور حرام ہیں۔ مشرکین مکہ جانوروں کو ذبح کرنے سے اُن کو اپنے بتوں کے نام نامزد کرتے تھے نیز یہ کہ ذبح کرتے وقت بتوں کا نام پکارتے تھے۔

فال نکالنا: اسلام میں لاٹری وغیرہ جیسے تمام کام حرام ہیں۔ لاٹری میں پیسے (رقوم) سب

---

❶ تفسیر القرآن ج ۱ ص ٤٧٩ . ❷ بخاری : ۱؛ مسلم : ۱۹۰۷ .
❸ مسلم : ٢٥٦٤ . ❹ تفسیر عزیزی، ج ۱ ص ۲۱۰ .

لوگوں کی جمع شدہ کچھ مخصوص لوگ لے کر اپنی جیبوں میں ڈال لیتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔البتہ قرعہ اندازی جس میں فریقین کے برابر کے حقوق ہوں جائز ہے مثلاً

۱: قربانی کی گائے میں سات برابر کے حصے ہیں، کس کو کون سا حصہ دینا ہے قرعہ اندازی کریں اگر تمام حصے برابر نہیں ہیں تو قرعہ اندازی جائز نہیں ہوگی۔

۲: داخلے میں ایک مرحلہ آجاتا ہے کہ آخری سیٹ پر چند طالب علم میرٹ میں برابر آجاتے ہیں، لہٰذا قرعہ اندازی سے داخلے کے لئے فیصلہ کیا جائے گا۔یہی عین انصاف ہے۔

پانسوں کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔مشرکین عرب میں یہ دستور تھا کہ بتوں کے سامنے مختلف اقسام کے تحریر شدہ تیر رکھے ہوئے تھے۔ بتوں کے ہاں حاضری دیتے، مدد مانگنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ بت کی جیب میں رکھے ہوئے تیروں میں ایک تیر نکالتے اور پڑھتے کہ کیا لکھا ہے؟ یہ کہ کام ہوگا یا نہیں وغیرہ۔

نجومی کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرنا، علم اعداد، علم جفر اور رمل وغیرہ کفر اور فسق ہیں۔ فتح کے دن آنحضرتؐ نے کعبۃ اللہ کے اندر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تصویریں دیکھیں جن کے ہاتھوں میں یہی پانسے تھمائے ہوئے تھے، ان کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا: اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے جنہوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں، ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے تو کبھی پانسے ہاتھ میں نہیں لیے تھے۔ ❶

''آج کافر تمہارے دین سے نا اُمید ہو گئے ہیں۔''

آنحضرتؐ نے فرمایا: جزیرہ عرب میں شیطان کے بہکانے سے بت پرستی پھیلی ہوئی تھی وہ ختم ہوگئی یہ کہ شیطان نا امید ہو گیا ہے لیکن مسلمانوں کی آپس کی لڑائیوں کے لئے شیطان کے بہکاوے کا اثر باقی ہے۔ ❷

آیت کے اس حصے میں آپس کی لڑائیوں سے پیشین گوئی کے طور پر ڈرایا گیا ہے کہ تم لوگ اللہ سے نڈر نہ ہو جانا، اس طرح اسلام میں ضعف آجائے گا۔مشرکین کو قبل از فتح مکہ یہ امید تھی کہ

❶ بخاری، ج ص ٦١٤. ❷ مسلم ج ٢ ص ٣٧٦.

اسلام کمزور ہو کر ختم جو جائے گا۔ اب فتح مکہ کے بعد ان کی یہ امیدیں دم توڑ گئی، اس لئے فرمایا کہ تم مشرکین سے مت ڈرنا اور صرف مجھ ہی سے ڈرنا۔ اگر خرابی ہوگی تو صرف اس بات پر ہوگی تم اللہ کے علاوہ اوروں سے ڈرنے لگے ہو۔ تو جب بھی تمہارا نقصان ہوگا تو تمہاری داخلی کمزوریوں کے سبب ہوگا۔ مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا ؎

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلماں نے مجھے

دین کامل: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ حجۃ الوداع (جمعۃ المبارک) کو نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ سورۃ بقرۃ کی آیت: ﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا ﴾ ❶

آخری آیت اُتری، جس کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کی شریعتوں کو ایک خوشنما مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ اس مکان میں ایک آخری اینٹ کی کسر تھی وہ آخری اینٹ میں ہوں کہ میرے آنے کے بعد وہ محل پورا ہو گیا کیونکہ میں ''خاتم النّبیین'' ہوں۔ ❷

بعض یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ قرآن میں ایک ایسی آیت اتری ہے کہ اگر ہم لوگوں پر اترتی تو ہم اس دن عید مناتے تو آپؓ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ اللہ کا شکر ہے اُس دن ''دو عیدیں'' جمع تھیں حجۃ الوداع عرفہ اور یوم الجمعۃ۔ ❸

---

❶ بخاری: ج ۲، ص ٦٦٣.

❷ بخاری، ج ص ٥٠١، مسلم ج ۲ ص ٢٤٨. ❸ بخاری ج ۲ ص ٦٦٢.

مطلب یہ کہ پہلی شریعتوں کی تکمیل شریعت محمدیؐ سے ہوئی اور شریعت محمدیؐ کی تکمیل قرآن مجید کے نزول کے ختم پر ہوئی۔ ❶

دین مکمل ہوگیا، حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا کردیا: "اِنَّـا فَتَحْنَا" میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعے مسلمانوں سے یہ فرمایا کہ اسلام کے غالب اور کامل ہونے کا زمانہ جلد ہی آنے والا ہے کوئی مخالفِ اسلام اپنی مزاحمت کے ذریعے اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے پورے ہونے کی نعمت یاد دلائی ہے۔ اسلام کے بعد کوئی اور شریعت قیامت تک نہیں ہے اور قیامت تک یہی دین قائم رہے گا اور نہ ہی اس میں کچھ ردّ وبدل ہو سکے گا۔ کیونکہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور اسلام آخری شریعت ہے۔ اس لئے فرمایا کہ آخری زمانے تک اللہ کو دین اسلام ہی پسند ہے۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: روز قیامت اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اَسّی امت محمدیہؐ کی ہوں گی۔" ❷

فرمایا: جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر آیت کے اول ٹکڑے میں ہوا ہے وہ چیزیں ایسے شخص کے لئے حلال ہیں جو بھوک سے لاچار ہو جائے اور حلال چیزوں میں سے حتی المقدار کوشش کے باوجود اسے کچھ حلال نہ مل سکے تو پھر حرام کردہ اشیاء میں سے کھا سکتا ہے۔

"مَـخْمَصَة" کے معنی شدید بھوک اور مُتَـجَانِف کے معنی کسی جانب مائل ہونے والا شخص لہٰذا شریعت محمدیؐ میں لاچار اور بے بس آدمی کے لئے یہ حکم ہے۔

مسند امام احمد میں ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مُـضْطَرْ "بے بس اور لاچار" وہ شخص جس کو ایک دن (صبح وشام) کا کھانا میسر نہ آئے۔ ❸

آیت نمبر۴: طیبات (پاکیزہ) سے معنی ذبح کئے ہوئے حلال جانور مراد ہیں اور یہ لفظ اپنے معنی میں بہت وسعت کا حامل ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کے حصول کا ذریعہ اور استعمال کا

---

❶ مستدرك حاكم ج ٢ ص ٣١١. ❷ جامع ترمذی، ج ٢ ص ٧٧.

❸ تفسير ابن كثيرؒ ج ٢ ص ١٤، ابن جرير ج ٦ ص ٥٦.

طریقہ کار نہایت پاکیزہ ہونا لازم ہے۔ ''جوارح'' کے معنی شکاری جانور، مکلبین کے معنی سدھائے ہوئے جانور (یعنی کتے وغیرہ) مما علمکم اللہ سے مراد وہ عقل ہے جو اللہ نے شکاری جانور کے سکھانے کے لئے انسان کو دی ہے: واذکروا اسم اللہ علیہ شکاری جانور کے شکار پر چھوڑتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھ کر اُسے چھوڑنا، پھر فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾

''بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

حساب کے وقت سے مسلمان شکاریوں کو ڈرایا کہ اس وقت تم ہمارے سامنے ہوگے، لہٰذا ہماری ان شرائط کی پابندی کرو۔ اگر بے احتیاطی کروگے تو اس دن کا حساب یاد رکھو اور ڈرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا: شکار، گھر، کھیتی اور مویشی کی حفاظت کے لئے کتے کا پالنا جائز ہے۔ [1] آیت میں صرف شکار کے لئے کتے کا پالنا جائز ہے مگر حدیث شریف میں دو اور ضرورتوں کے لئے کتے کو پالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ کتوں کو شوق کے لئے پالنا جائز نہیں ہے۔

شرائط شکار: شکار کے لئے سدھایا ہوا کتا جب شکار پر چھوڑا جائے تو وہ جائے اور روکا جائے تو رک جائے اور مالک کی اجازت کے بغیر شکار کا گوشت نہ کھائے، شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ کر اسے چھوڑا جائے۔ کتے کا پکڑا ہوا شکار اگر زندہ ہاتھ آجائے تو ذبح کرنا ضروری ہے اور اگر زندہ حالت میں ہاتھ نہ آئے اور اس میں سے کتے نے کچھ نہیں کھایا تو بغیر ذبح کئے حلال ہے۔ ہاں اگر اس میں سے کتے نے کھالیا تو سدھایا ہوا جانور نہ رہا۔ لہٰذا اس کا شکار حرام ہوگا۔ سدھائے ہوئے کتے کا شکار کو پکڑنا ذبح کے قائمقام ہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا: اگر سدھائے ہوئے کتے کے شکار میں دوسرا اجنبی کتا شامل ہوگیا اور شکار ذبح کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ شکار مردار ہے خواہ اس میں سے کتے نے کھایا ہو یا نہ کھایا ہو اور درندوں میں سے چیتا وغیرہ اور پرندوں میں سے

[1] بخاری ج ۱ ص ۳۱۲.

بازوغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔ ❶ جب کہ ان کے زخم سے خون نکل کر بہہ جائے۔ بعض علماء کے نزدیک بندوق وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے، (واللہ اعلم بالصواب)

آیت نمبر ۵: ذبیحہ اہل کتاب حلال و جائز انہی شرائط کے ساتھ ہے جو اسلام میں جائز ہیں۔ اہل کتاب کے دستر خوان پر حلال وطیب کھانا مسلمان کھا سکتے ہیں اگر ان کے دستر خوان پر حرام اشیاء چنی گئی ہوں تو کھانا تو درکنار ان کے برتن کا استعمال بھی حرام ہے۔

مُحْصَنٰت سے مراد آزاد عورتیں (مسلمان اور اہل کتاب) اور یہ کہ اکثر سلف کے نزدیک اہل کتاب کی لونڈیوں سے مسلمان مرد کا نکاح جائز نہیں۔ نکاح میں شریعت کا پاس ولحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے فرمایا: ان کے مہر ادا کرو، عورتوں سے کھلم کھلا بدکاری یا در پردہ آشنائی کا تعلق نہ رکھا جائے اور نہ کوئی ایسی غیر شرعی حرکت کی جائے جس سے نکاح کا تقدس پامال ہو جائے۔ فرمایا: اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح شریعت محمدی میں انہیں شرائط کے ساتھ جو مسلمان عورتوں کے لئے ہیں، حلال و جائز ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا: کہ اہل کتاب کو ''یوم حساب'' کی فکر ضرور کرنی چاہیے۔ اپنی ضد کے سبب منسوخ شدہ شریعتوں پر عمل کر رہے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اُن کو چھوڑ کر اسلام کے تابع ہو جائیں۔ فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ ❷

''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہوگا تو اُس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

جب ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا پیغام سن لیا تو پھر اس کی مخالفت سے ان کے لئے دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اہل کتاب میں سے میرا حال سن کر میری نبوت کو نہ مانے گا وہ دوزخ کے عذاب سے نجات نہیں پا سکتا۔ ❸

---

❶ بخاری ج ۲ ص ۸۲٤. ❷ ۳/ آل عمرٰن: ۸۵. ❸ مسلم: ۱/ ۸٦.

آیت نمبر۶: یہاں سورۃ المائدۃ کی آیت ۶ میں فرمایا:

''جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو وضو کرو یعنی جس کا وضو نہیں اس پر وضو فرض ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا وضو نہ ہو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کرلے۔ ❶

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک وضو سے چند مزید نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں مگر ہر نماز کے لئے وضو کرنا مستحب یعنی باعث ثواب ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک وضو سے چند نمازیں پڑھائیں۔ ❷

نماز کے لئے طہارت سے مراد وضو کرنا ہے لیکن جنبی (ناپاک) آدمی کے لئے نماز سے پہلے غسل فرض ہے۔ اس آیت میں فرمایا کہ مریض، مسافر قضائے حاجت سے فارغ ہونے والا، یا جنبی ہو، پانی میسر نہ آئے تو وہ تیمّم کرسکتا ہے۔

وضو کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے جب کہ ان کے وضو کے نشانات کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ ❸

وضو کا طریقہ: اس آیت میں جن اعضاء کے دھونے کا ذکر آیا ہے۔ اُن کو دھونا فرض ہے، وہ یہ ہیں (۱) اپنے چہرہ کو دھونا (۲) اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا (کہنیاں اس میں شامل ہیں) (۳) اپنے سر کا مسح کرنا اور (۴) اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا (ٹخنے ان میں شامل ہیں)۔

ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے پانی کا برتن منگوایا۔ پھر پہلے اپنی ہتھیلیوں پر تین بار پانی ڈال کر انہیں دھویا پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا، پھر کلی کی، پھر ناک جھاڑی، پھر تین بار اپنا منہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے، پھر ایک ہی بار سر کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر

---

❶ بخاری، ج ۱، ص ۲۵۔ ❷ مسلم، ج ۱ ص ۱۳۵۔

❸ بخاری ۱۳۶، ص ۱۳۸۔

دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ اس کے دل میں کوئی دنیوی خیال نہ ہو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' ❶

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن بھر جگہ (خشک) چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو اسے فرمایا: ''واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔'' چنانچہ وہ شخص واپس ہوا۔ پھر (وضو کر کے) نماز پڑھی۔ ❷

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اس حال میں پایا کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے اور اپنے پاؤں پر مسح کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ بلند آواز سے پکارا:

وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

''(خشک) ایڑیوں کے لیے بربادی ہے۔''

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''وضو مکمل کرو۔'' ❸

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ میں مسواک لیے ہوئے مسواک کر رہے تھے۔ آپ اع اع کی آواز نکال رہے تھے۔ ❹

عروہ بن مغیرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر (غزوہ تبوک) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (آپ ﷺ وضو کر رہے تھے) میں جھکا کہ آپ ﷺ کے موزے اتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''رہنے دو'' میں نے انہیں باوضو پہنا ہے۔'' پھر ان پر مسح کیا۔ ❺

وضو کرنے کے بعد موزے/موٹی تہہ دار جرابیں پہننے کے بعد حضر میں ایک دن اور سفر میں تین دن تک مسح کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی عضو زخمی ہے جسے دھونے سے بیماری وغیرہ کا خطرہ ہے تو اس پر پٹی باندھ کر مسح کیا جا سکتا ہے۔

---

❶ بخاری: ١٥٩. ❷ مسلم، کتاب الطهارة.

❸ بخاری، کتاب الوضوء، ج: ١، ص: ٥٢.

❹ بخاری: ٢٤٤. ❺ بخاری: ٢٠٦.

طہارت کے آداب: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو کہتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" ❶

''اے اللہ میں بھوتوں اور بھتنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی قضائے حاجت یعنی پاخانہ کرنے کے لیے آئے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے نہ پیٹھ۔ ❷

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ کے کسی باغ پر سے گزرے وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا: ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی۔ اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا ''یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟'' فرمایا: جب تک یہ سوکھیں نہیں شاید ان کے عذاب میں کچھ کمی ہو۔'' ❸

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں نہائے۔'' ❹

تیمم کا طریقہ: حضرت عمرانؓ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو ایک شخص کو علیحدہ بیٹھے دیکھ کر فرمایا: تجھے نماز سے کس چیز نے روکا؟ تو اس نے عرض کی میں ناپاک ہوں اور پانی موجود نہیں..... پھر آپ ﷺ نے اسے مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا۔ ❺

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ غزوہ بنی المصطلق میں نماز کا وقت ہو گیا۔ وہاں پانی نہ تھا اور کچھ صحابہؓ باوضو نہ تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی یہ آیت

---

❶ بخاری: ١٤٢. ❷ بخاری: ١٤٤.
❸ بخاری: ٢١٦. ❹ بخاری: ٢٣٩.
❺ بخاری: ٣٤٤.

نازل فرمائے۔ ❶

حضرت عمار بن یاسر کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں ان کو نہانے کی ضرورت پڑ گئی تو انہوں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی جب آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونک ماری پھر اُس سے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ ❷

غسل کا طریقہ: حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی حالتِ جنابت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' جب تم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو وہ وضو کر لے اور سو جائے۔ ❸ دوسری روایت میں ہے کہ پہلے وہ شرمگاہ کی طہارت کرے، پھر نماز کا سا وضو کرے اور سو جائے۔ یاد رہے کہ اس وضو سے وہ نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ اس کے لئے غسل فرض ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ ﷺ غسل جنابت کرنا چاہتے تو (برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر نماز کی طرح وضو کرتے، پھر اپنی انگلیوں میں پانی ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے۔ ❹

خلاصہ یہ ہے کہ:

۱: نماز کے لئے پاکیزگی فرض ہے۔

۲: وضو فرض ہے۔

۳: جنبی آدمی کے لئے غسل فرض ہے۔

۴: پانی نہ مل رہا ہو تو تیمّم کی رخصت سے فائدہ حاصل کریں۔

۵: بیمار ہو، وضو کرنے سے، غسل کرنے سے بیماری کے بڑھنے یا جان کا خطرہ ہو تو تیمّم کی

---

❶ بخاری: ۳۳٤.
❷ بخاری: ۳۳۸.
❸ بخاری: ۲۸۷.
❹ بخاری: ۲٤۸.

رخصت ہے۔

۶: پانی نہ ملے تو وہ تیمّم غسل اور وضو دونوں کا قائمقام ہوگا۔

اللہ کی نعمت کا مکمل ہونا: طہارت کے احکامات کی حکمت یہ بھی ہے کہ روح کی پاکیزگی کے ساتھ نفس کی پاکیزگی بھی لازمی اور ضروری ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ . ❶

''پاکیزگی نصف ایمان ہے۔''

یعنی حسی اور معنوی صفائی اور شرعی طور پر ایسا فعل جس سے گندگی ختم ہوتی ہے اور خالص ثواب میسر آتا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دل، دماغ اور بدن کی طہارت نصف ایمان کے برابر ہیں جیسا کہ فرمایا: وضو نصف ایمان ہے۔ جب کہ روحانی طہارت سے مراد معصیت سے اجتناب اور گناہوں کا ترک کرنا ہے۔ پس تمام نعمت ذریعہ شکر الٰہی ہے۔

آیت نمبر ۷: اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور احسانات کے یاد کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس عہد کو یاد کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہم سے کیا تھا۔ یہ عہد، اسلام کی بیعت ہے جو قبول اسلام کے وقت کی گئی کہ ہر حال میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہیں گے اور معاصی و منکرات سے بچتے رہیں گے۔ ❷

اہل ایمان کو چاہیے کہ عہد شکنی کی نوبت نہ آنے پائے اور اللہ سے ڈرتے رہیں۔ مخالف یا موافق شہادت (گواہی) کے معاملے میں انصاف کا طریقہ برتنا چاہیے جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے برتاؤ کرتا ہے۔ کیونکہ انصاف کا طریقہ تقویٰ کے قریب تر ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام لانے کے بعد اسلام سے پہلے کا کوئی جھگڑا ظاہر نہ کرنا اور سب مسلمان ایک دل ہو کر میل جول سے رہیں۔'' ❸

---

❶ مسلم، کتاب الطهارة.

❷ تفصیل کے لئے دیکھئے، بخاری، ۲ ص ۱۰۶۹، باب کیف یبایع الامام الناس، مسلم ج ۲ ص ۱۲۵، باب وجوب طاعة الامر فی غیر معصیة.

❸ مسلم ج ۱ ص ۳۹۷.

آیت نمبر ۸: عدل وانصاف اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ ﴾ ❷

''اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔''

اور سورۃ النساء میں ہی فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ ﴾ ❸

''اے اہل ایمان انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے۔ پس یہ کہ تم خواہش نفسی کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا، اگر تم پیچدار گواہی دو گے یا پھر (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو جان لو! اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

آیت نمبر ۹: اللہ کا وعدہ نہایت ہی پختہ اور سچا ہے کہ ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بخشتا ہے اور بڑا اجر وثواب عطا کرتا ہے۔

ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کرنا بھی ضروری ہے، قرآن مجید میں پینتالیس مقامات پر

---

❶ ٤٩/ الحجرٰت: ٩. ❷ ٤/ النساء: ٥٨.

❸ ٤/ النساء: ١٣٥.

ایمان کے بعد نیک اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ایک اور مقام ملاحظہ کیجیے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ ❶

''زمانے کی قسم! کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو صرف کلمہ پڑھنے پر اکتفا کر لیتا ہو اور ارکان اسلام اور دیگر فرائض بجا نہ لاتا ہو۔

آیت نمبر ۱۰: اور کافروں منکروں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ڈالے جائیں گے۔

جو شخص کافر ہو آخرت میں اس کے کسی بھی عمل کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ جس بنیاد پر اعمال قبول ہوتے ہیں ان کی وہ بنیاد ہی نہیں ہوتی، اسی لیے کفار کے اعمال کی مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝﴾ ❷

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں، جسے پیاسا پانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے تو وہ اسے اس کا حساب پورا چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔''

❶ ۱۰۳/ العصر. ۱۔۳. ❷ ۲۴/ النور: ۳۹.

اس سے اگلی آیت میں دوسری مثال یوں پیش کی:

﴿ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ﴾ ❶

''یا ان اندھیروں کی طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں، جسے ایک موج ڈھانپ رہی ہو، جس کے اوپر ایک اور موج ہو، جس کے اوپر ایک بادل ہو، کئی اندھیرے ہوں، جن میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو قریب نہیں کہ اسے دیکھے اور وہ شخص جس کے لیے اللہ کوئی نور نہ بنائے تو اس کے لیے کوئی بھی نور نہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کفار کے اعمال کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ ﴾ ❷

''اور ہم اس کی طرف آئیں گے جو انھوں نے کوئی بھی عمل کیا ہوگا تو اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

کفار کے لیے جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ واضح رہے کہ جہنم حقیقی وجود رکھتی ہے اور اس وقت بھی موجود ہے۔

آیت نمبر ۱۱: پہلا احسان تو یہ ہے کہ اسلام کی بدولت قبائلی عصبیتوں کا خاتمہ ہوا۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر ''معاہدہ صلح'' ہوا اور اسے قرآن نے فتح مبین قرار دیا۔ اگرچہ مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے چند واقعات بیان کیے ہیں لیکن غورث بن حارث کا قصہ جسے حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اس آیت کا شان نزول قرار دیا ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کی تلوار درخت ساتھ لٹکی ہوئی تھی، چنانچہ غورث نے چپکے سے آپ ﷺ کی تلوار اُٹھالی اور آپ ﷺ کو

❶ ٢٤/ النور: ٤٠. ❷ ٢٥/ الفرقان: ٢٣.

جگا کر کہا آج کون میری تلوار سے آپ کو بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا اللہ مجھ کو بچا سکتا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے اُس کے سینے پر زور سے ہاتھ مارا، تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی، آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور اس سے پوچھا کہ اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا مجھے بچانے والا کوئی نہیں، تو آپ ﷺ نے اُسے معاف کر دیا۔ اس حال کو دیکھ کر غورث مسلمان ہو گیا اور اس واقعہ کے سبب بہت سے لوگوں کو ہدایت ہوئی۔ ❶

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر احسان فرمایا کہ آپ ﷺ کو دشمن کے حملہ سے بچایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام سے آپ ﷺ کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ ﴾ ❷

''اے رسول! پہنچا دیجیے جو کچھ آپ کی طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کے لوگوں کو بطور تنبیہ فرمایا: کہ اس امت کی ہدایت کے لئے رسول ﷺ کو مبعوث کرنا اللہ کا ایک بہت بڑا احسان ہے، نیز رسول ﷺ کی حفاظت اللہ کا امت پر دوسرا احسان ہے اور یہ کہ آپ ﷺ نے مصیبت کے وقت صرف اللہ پر بھروسہ کیا اور اس کا انجام نہایت ہی اچھا ہوا اس لئے مسلمانوں کو آیت کے آخر میں یہ ہدایت فرمائی کہ اگر وہ ایسے مواقع پر اللہ پر بھروسہ کریں گے تو انجام اچھا ہوگا۔

حاصل یہ کہ اسباب کو کام میں لائے اور ان اسباب میں تاثیر کے پیدا ہونے کا بھروسہ اللہ

---

❶ بخاری، ج ۲ ص ۵۹۳، فتح الباری ج ٤ ص ٧٦.

❷ ٥/ المائدة: ٦٧.

پر رکھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر بھروسہ رکھنے والے مسلمان کو بغیر حساب کے جنت میں جانے کی خوشخبری ہے۔ ❶

قرآن مجید میں توکل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ ﴾ ❷

''اور جو کوئی اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے، یقیناً اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔''

❶ بخاری ج ۲، ص ۹۵۸۔ مسلم: ج ۱، ص ۱۱۷۔
❷ ٦٥/ الطلاق: ٣۔

# آیات ۱۲ تا ۲۶

## اہل کتاب کے عقائد/ اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کی نوعیت

### ۱) بنی اسرائیل سے عہد

بنی اسرائیل کی ذہنی واخلاقی تربیت کے لئے اللہ نے بارہ قبیلوں میں سے ہر قبیلہ پر ان کا ایک نگران مقرر کرنے کا حکم دیا۔ عہد یہ تھا کہ: (۱) نماز قائم کریں گے، (۲) زکوٰۃ ادا کریں گے، (۳) میرے رسولوں کی تابعداری کریں گے، (۴) اُن کی مدد کریں گے، (۵) اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کریں گی۔ تو فرمایا کہ اس کے بدلے میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیں گے۔ جب اہل کتاب نے اللہ سے کئے ہوئے عہد و پیمان توڑ ڈالے تو ان کا حشر کیا ہوا؟ قرآن نے اس کا بیان کر کے مسلمانوں کو ''عہد شکنی'' سے منع کیا۔ پھر یہ کہ اہل کتاب نے عہد شکنی کی تو اس کے بدلے میں ان پر اللہ کی لعنت نازل ہوئی، اور وہ ہدایت سے دور ہوگئے، دل سخت ہوگئے، سمجھ بگڑ گئی، اللہ کی باتوں میں ہیر پھیر کرنے لگے، باطل تاویلیں گھڑنے لگے، حقیقی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کی تشریح کرنے لگے، اللہ کی کتاب سے دور ہوگئے۔ بدعمل ہو گئے، جس کی وجہ سے نہ فطرت رہی اور نہ ہی خلوص رہا، بس فقط عیاری، مکاری اور غداری کو انہوں نے اپنا شیوہ بنالیا۔ پھر فرمایا: عیسائیوں نے ہم سے عہد کیا تھا کہ جب رسول ﷺ آئیں گے تو آپ ایمان لائیں گے، آپ کی مدد کریں گے لیکن انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح بدعہدی کی، جس کی سزا کے طور پر ہم نے ان میں قیامت تک کے لئے آپس میں دشمنی ڈال دی۔ اُن میں فرقے بن گئے جو ایک دوسرے کے دشمن ہیں، اللہ پر تہمت لگاتے ہیں، اس کی بیوی اور بیٹا قرار دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہتے ہیں: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ﴾ [1]

---

[1] ۵/ المائدۃ: ۱۷.

جب کہ اللہ تعالیٰ احد، واحد، صمد، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَد ہے۔

## ۲) یحرفون الکلم عن مواضعه

اہل کتاب اپنی کتابوں میں ''لفظی ومعنوی'' تحریف کرتے تھے۔ حضرت عکرمہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس یہودی زنا کا مقدمہ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم میں زیادہ عالم کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابن صوریا، آپ ﷺ نے اس سے عہد لے کر پوچھا کہ سچ کہو تورات میں کیا حکم ہے، اس نے کہا کہ تورات میں شادی شدہ کے لئے ''رجم'' کا حکم ہے مگر ہم نے خود ترمیم کر کے اس سزا کو درّوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ ❶

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہود سے پوچھا: ''تم اپنی کتاب میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: ''ہمارے علماء ایسے لوگوں کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرتے اور گشت کراتے ہیں'' ۔عبداللہ بن سلامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے علماء کو تورات سمیت بلائیے۔ جب تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سلامؓ نے اسے کہا: ''اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ!'' اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے سے رجم کی آیت نکلی۔ جنانچہ آپ ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دے دیا اور وہ سنگسار کیے گئے۔ ❷

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ ❸

''بربادی ہے ان اہل کتاب کے لئے جو اپنی طرف سے عبارت لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں۔''

---

❶ تفسیر ابن کثیر، ج ۱.

❷ بخاری، ص ۳۰۵، مسلم، کتاب الحدود.

❸ ۲/ البقرة: ۷۹.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب تورات، جو عبرانی زبان میں تھی، پڑھتے پھر اس کا مطلب عربی زبان میں مسلمانوں کو بیان کرتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو اس نے اتاری ہے۔ ❶

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اہل کتاب سے کیا پوچھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر قرآن اتارا ہے اس میں سب کچھ موجود ہے۔ ❷

## یہود کا عقیدہ اور اس کی تردید

یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾ ❸

جس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودی کہتے ہیں، کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ ❹

''یہ ان کی طرف سے گھڑی ہوئی جھوٹی باتیں ہیں جیسے کہ پہلے کافر لوگ کہتے تھے، اللہ ان کو ہلاک کرے وہ کہاں بھٹکے جارہے ہیں۔''

## عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث اور اس کی تردید

عیسائی مذہب میں خدا اقانیم سے مرکب ہے، باپ بیٹا اور روح القدس۔ اس عقیدہ کو تثلیث کہا جاتا ہے، اس عقیدہ کی توجیہ وتوضیح میں عیسائی علماء کا شدید اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں: باپ، بیٹا اور روح القدس کے مجموعے کا نام خدا ہے۔ اکثر عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے بعض کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا اور کنواری مریم وہ تین اقنوم ہیں جن کا مجموعہ خدا ہے۔ پھر ان اقانیم میں

❶ بخاری، ج ٦ ص ٢٥.
❷ تفسیر ابن کثیر ج ١.
❸ ٩/ التوبة : ٣٠.
❹ ٩/ التوبة : ٣٠.

سے ہر ایک کی انفرادی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں بھی عیسائی راہنماؤں کا شدید اختلاف ہے:

(۱) بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بذاتِ خود بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا کہ مجموعہ۔

(۲) دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک الگ الگ خدا تو ہے مگر مجموعہ خدا سے کمتر ہے۔

(۳) عیسائیوں کا تیسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ خدا تو صرف ان تین کے مجموعے کا نام ہے۔

عیسائیوں کے اس جھوٹے عقیدے کا رد قرآن کریم کی کئی آیات میں کیا گیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور مریم علیہا السلام کو ان کی ماں اور پاک دامن ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ❶

''وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہو گئے جنہوں نے کہا: اللہ تین میں سے تیسرا ہے، دراصل اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر یہ لوگ اپنے قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے انہیں المناک عذاب پہنچ کر رہے گا۔''

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ ❷

''مسیح ابن مریم سوا پیغمبر ہونے کے اور کچھ نہیں اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ دیکھئے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجئے کہ کس

---

❶ ۵/ المائدة: ۷۳.

❷ ۵/ المائدة: ۷۵.

طرح وہ پھر جاتے ہیں۔"

اس طرح یہود ونصاریٰ نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور حبیب ٹھہرالیا۔ اللہ نے فرمایا: بھلا اگر تم ایسے ہوتے تو اللہ تم کو تمہارے گناہوں پر دنیا میں قتل اور مسخ سے اور آخرت میں آگ سے کیوں عذاب کرتا، تم خود اقراری ہو کہ ہم کو چند روز آگ چھوئے گی۔ بیٹا تو جنس باپ سے ہوتا ہے جو بات باپ پر ہونی محال ہو وہ بیٹے سے کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ تم سے گناہ ہوئے اور ہوتے ہیں اور اسی طرح دوست اپنے دوست کو دُکھ نہیں دیتا حالانکہ تم کو عذاب کیا جاتا ہے پھر تم بیٹے اور خدا کے حبیب کیسے ہو سکتے ہو؟ معلوم ہوا تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو۔ [1] آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نعمان بن آصا، بحر بن عمر اور شاش بن عدی جو یہود کے بڑے عالم تھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے، بات چیت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا: تم ہم کو کیا ڈراتے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ [2]

انبیائے سابقین کے فوراً بعد متصل ہی حضرت عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اس کی تکذیب کرنے والے نہیں، جو اس کی دلیل تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے رسول ہیں اور اسی اللہ کے فرستادہ ہیں جس نے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی تو اس کے باوجود بھی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی بلکہ ان کی تکفیر اور تنقیص واہانت کی۔

جس طرح تورات اپنے وقت میں لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ تھی، اسی طرح انجیل کے نزول کے بعد اب یہی حیثیت انجیل کو حاصل ہوگئی اور پھر قرآن کریم کے نزول کے بعد تورات و انجیل اور دیگر صحائف آسمانی پر عمل منسوخ ہوگیا اور ہدایت ونجات کا واحد ذریعہ قرآن کریم رہ گیا اور اسی پر اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ یہ گویا اس بات کا اعلان ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی فلاح وکامیابی اسی قرآن سے وابستہ ہے۔ جو اس سے جڑ گیا،

---

[1] فتح البیان۔ [2] ابن ابی حاتم - ابن جریر - ابن کثیر۔

سرخرو رہے گا۔ جو کٹ گیا ناکامی و نامرادی اس کا مقدر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''وحدت ادیان'' کا نظریہ یکسر غلط ہے۔ حق ہر دور میں ایک ہی رہا ہے، متعدد نہیں۔ حق کے سوا دوسری چیزیں باطل ہیں۔ تورات اپنے دور میں حق تھی، اس کے بعد انجیل اپنے دور میں حق تھی، انجیل کے نزول کے بعد تورات پر عمل کرنا جائز نہیں تھا اور جب قرآن نازل ہو گیا تو انجیل منسوخ ہو گئی، اور اب صرف قرآن ہی واحد نظام عمل اور نجات کے لئے قابل عمل رہ گیا ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر اور نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو تسلیم کئے بغیر نجات ممکن نہیں۔

## اہل کتاب سے تعلقات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [1]

''ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔''

اللہ تعالیٰ نے یہاں اہل ایمان کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں، کیونکہ کافر اللہ کے بھی دشمن ہیں اور اہل ایمان کے بھی دشمن ہیں۔ تو پھر ان کو دوست بنانے کا جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں کئی جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے تاکہ اہل ایمان کافروں کی موالات (دوستی) اور ان سے خصوصی تعلق قائم کرنے سے گریز کریں۔ البتہ حسب ضرورت و مصلحت ان سے صلح و معاہدہ بھی ہو سکتا ہے اور تجارتی لین دین بھی، اسی طرح جو کافر مسلمانوں کے دشمن نہ ہوں، ان سے حسن سلوک اور مدارات کا معاملہ بھی جائز ہے۔

---

[1] ٥/ المائدة: ٥١.

مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہ حال ہو، کیا وہ اس لائق ہو سکتے ہیں کہ مسلمان ان سے محبت کی پینگیں بڑھائیں اور انہیں اپنا راز دان اور دوست بنائیں؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ سے بھی دوستی رکھنے سے منع فرمایا ہے (جیسا کہ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر ہے۔) اس لئے کہ وہ بھی مسلمانوں سے نفرت وعداوت رکھتے، ان کی کامیابیوں سے ناخوش اور ان کی ناکامیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ ❶

سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ میں فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ ﴾ ❷

''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں اور کیونکہ شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے۔''

کافر مسلمانوں کے بارے میں جو عزائم رکھتے ہیں وہ تو سب کچھ اظہر من الشمس ہے۔ بہت سارے ایسے معاملات ہیں جنہیں مسلمانوں کے خلاف انہوں نے کرنا ہوتے ہیں وہ اپنے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن کے ارادوں اور عزائم کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اسی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کرنا جائز نہیں۔

---

❶ تفسیر احسن البیان. ❷ ٤/ النساء: ٦٠.

# سورۃ الفرقان

﴿ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَ الَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا
سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ
كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ
اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ
تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ
مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَ
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَ الَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ۙ ﴿٧٥﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا
دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ﴾

(۶۳) اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔

(۶۴) اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (اور عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔

(۶۵) اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اُس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے۔

(۶۶) اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے۔

(۶۷) اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں، بلکہ اعتدال کے ساتھ (نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم)۔

(۶۸) اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔

(۶۹) قیامت کے دن اس کو دُوگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔

(۷۰) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

(۷۱) اور جو توبہ کرتا اور عمل نیک کرتا ہے تو بیشک وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(۷۲) اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں۔

(۷۳) اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور وفکر سے سنتے ہیں)۔

(۷۴) اور وہ جو اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما دیجیے اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنائیے۔

(۷۵) ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

(۷۶) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔

(۷۷) کہہ دیجیے کہ اگر تم (اللہ کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا۔ تم

نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا (تمہارے لئے) لازم ہوگی۔

## عباد الرحمٰن کی خصوصیات

رحمٰن کے بندوں سے مراد وہ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں، ان آیات میں رب تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی چیدہ چیدہ خصوصیات کو بیان کیا ہے۔

آیت ۶۳: میرے نیک بندے زمین پر عاجزی وانکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔ تکبر کی چال نہیں چلتے۔ قرآن وحدیث میں تکبر کی مذمت بہت مرتبہ آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝۳۷﴾ ❶

''اور زمین پر اکڑ کر مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔''

حضرت لقمان حکیم نے بھی اپنے بیٹے کو اخلاقیات کے بارے میں کئی نصیحتیں کیں، ان میں سے ایک چال سے متعلق بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۸ وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝۱۹﴾ ❷

''اور (از راہ غرور) لوگوں سے اپنے گال نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں اعتدال سے رہنا اور اپنی آواز نیچی رکھنا کچھ شک نہیں کہ سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔''

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''گذشتہ امتوں میں سے بعض اِترا کر (تکبر) کے ساتھ چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے

---

❶ ۱۷/ بنی اسراء یل: ۳۷.

❷ ۳۱/ لقمٰن: ۱۸، ۱۹.

زمین میں دھنسا دیا۔'' ❶

احادیث مبارکہ سے آپ ﷺ کی چال کا نمونہ ہمیں ملتا ہے کہ ''آپ ﷺ کی چال میں وقار ہوتا اور آپ ﷺ اس طرح قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا آپ ﷺ نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں۔''

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جس دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبّر ہے وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا۔ آپ ﷺ ارشاد ہے کہ انسان اپنے غرور اور خود پسندی میں بڑھتے بڑھتے اللہ تعالیٰ کے ہاں جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر سرکشیوں کے عذاب میں پھنس جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں ''غرور کا سر نیچا ہوتا ہے'' اللہ ایسے انسان کو ضرور سزا دیتا ہے۔

جاہل سے کنارہ کشی سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جو جہالت پر اُتر آئے تو وہ ان کو نرم جواب سے ٹال دیتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ درگزر کرنے والے کی عزت بڑھا دیتا ہے۔'' ❷

حاصل یہ کہ کج بحث قسم کے لوگوں سے اجتناب کرنا رحمٰن کے بندوں کا شیوہ ہے۔ بیہودہ گفتگو کرنے والوں سے الجھنے کی بجائے ان سے اعراض کرتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝﴾ ❸

''اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ سلام ہے تم کو ہم تو جاہلوں کے منہ نہیں لگتے۔''

آیت ۶۴: آنحضور ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ مسلمان اپنے تمام امور عشاء کی نماز تک مکمل طور پر سرانجام دے لیں اور عشاء کی نماز ادا کر کے سو جائیں اور پھر صبح صادق سے

---

❶ بخاری و مسلم. ❷ مشکوٰۃ - فصل اول.

❸ ۲۸/ القصص: ۵۵.

قبل نماز تہجد کے لئے بیدار ہوں۔ (اگرچہ یہ نماز نفل ہے مگر اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے) آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''فرض نماز کے بعد رات کی نماز افضل ہے'' (مشکوٰۃ) اس حدیث سے رات کی نماز کی فضیلت اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۖ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾ ❶

''ان کے پہلو (اپنی خوابگاہوں میں) بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں۔''

یہ کہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اور پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں تو ساری رات کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔ اس طرح رحمٰن کے بندے راتوں کو بھی اللہ کی عبادت سے غافل نہیں رہتے کیونکہ اس نفل عبادت میں ریاکاری کا شائبہ نہیں رہتا۔

آیات ۶۵-۶۶: مسلمان کو اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ ایک دن ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور وہ دن نہایت ہی قریب ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝﴾ ❷

''کافروں کا یہ خیال ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم، تمہیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا، پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمہیں خبر دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر نہایت ہی آسان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

❶ ۳۲/ السجدة: ۱۶۔ ❷ ٦٤/ التغابن: ۷۔

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾ ❶

''اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

مسلمان کو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ ''اے میرے رب! میری خطاؤں کو روز قیامت معاف کر دینا۔'' ❷

قیامت کے دن پرہیز گاروں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جن کے نیک اعمال کم ہوں گے ان کو شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا رہے گا تو اللہ اسے دوزخ کی آگ سے بچا دے گا۔'' ❸

آیت ٦٧: عباد الرحمٰن کے بندوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ خرچ کرتے وقت اور خرچ کے لئے ہاتھ کو روکتے وقت شریعت کی حدود و قیود کا خیال رکھتے ہیں۔ مثلاً ادائیگی قرض کا خیال رکھتے ہیں اور گنجائش کے مطابق صدقہ و خیرات میں خرچ کرتے ہیں۔ نیز اسراف (ضرورت سے زیادہ خرچ) اور تبذیر (ناجائز کاموں پر خرچ) نہیں کرتے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نیک کام میں خرچ کرنے والوں کا مال بڑھا دیا جاتا ہے اور خرچ نہ کرنے والوں کا مال گھٹا دیا جاتا ہے۔ ❹

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد آدمی خود کسی (کا محتاج نہ ہو جائے۔'' ❺

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ٢/البقرة: ٢٨١.
❷ مسلم: ٢١٢'
❸ مشکوٰۃ ص ١٩٢.
❹ مجمع الزوائد ج ٣ ص ١٣٣.
❺ بخاری، کتاب النفقات.

﴿ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾ وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾ ﴾ ❶

''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا ناشکرا ہے، اور اگر تم اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو، ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا کر لو اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بیشک تمہارا رب جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھ رہا ہے۔''

آیات ۶۸-۷۱: بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کہ جس اللہ نے بندے کو پیدا کیا اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا فقر (تنگ دستی) کے خوف سے انسان کا اپنی اولاد کو قتل کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا۔ ❷

---

❶ بنی اسراء یل: ۱۷/ ۲۶-۳۰۔ ❷ بخاری: ۶۸۶۱؛ مسلم: ۱۴۲۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے قتل اور زنا کا گناہ ثابت ہوتا ہے نیز اسلام میں اولاد کے ساتھ شفقت کرنے اور پڑوسی کی عزت وحرمت کا پاس ولحاظ رکھنے کا حکم ہے تو اس طرح اولاد کا قتل اور سن سے زنا کرنا کبیرہ گناہ ٹھہرا۔ ❶

آیت کے نزول پر قریش کے لوگوں نے کہا ہم تو شرک، زنا اور قتل وغیرہ سب کچھ کر چکے ہیں تو پھر ہمارے لئے اسلام میں داخل ہونا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے توبہ کے ذکر کا ٹکڑا نازل کیا۔ ❷ یعنی ان کے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہ ہوگا۔

جمہور سلف کا عقیدہ یہی ہے کہ بلا شبہ مسلمان کا مسلمان کو قتل کر ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی توبہ قبول کرنا یا قاتل کو بغیر مواخذے کے معاف کر دینا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ ❸

"اِلَّا بِالْحَقِّ" شریعت میں ایک تو قاتل کا قتل کرنا بطور قصاص، اسلام سے پھر جانے والا (مرتد) کو قتل کرنا اور شادی شدہ زنا کار کو رجم کرنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی صفات کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بندے ان کبیرہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں اور جو شخص ان شدید جرائم کا مرتکب رہا اور اسی حال میں مر گیا تو ایسا شخص شرک کے سبب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں ہے۔ توبہ کا دروازہ تو صرف زندگی میں ہی کھلا ہے، اگر سچی توبہ کے بعد صالح اعمال کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور آئندہ گناہوں کی جگہ نیک اعمال کرنے کی توفیق دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ یہی مطلب ہے اس ارشاد کا: ﴿ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللهِ مَتَاباً ﴾

آیات ۷۲-۷۳: برے کام اور بری بات کو اچھی صورت میں ظاہر کرنا "زور" کہلاتا ہے جب کہ جھوٹی بات جھوٹ ہی کی صورت میں بیان کی جائے تو "لغو" میں شمار ہوتی ہے اور اس میں

---

❶ فتح الباری ص ۲۸۵.

❷ بخاری، باب قوله، یضاعف له العذاب.

❸ فتح الباری ٤٢ ص ٢٨٦.

سب گناہ (یعنی شرک، جھوٹی و تعظیم بت وغیرہ) داخل ہیں۔ پھر یہ کہ شیطان بُری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کرتا ہے تو اس طرح رحمٰن کے بندے اس طرح کی جھوٹی شیطانی کارروائیوں کا حصہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ﴾ ❶

''اور جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صفات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ ﴾ ❷

''اور وہی جو لغو کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں۔''

پھر یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ میرے خاص بندے منکر شریعت لوگوں کی طرح دین کی باتوں کو گونگے اور بہرے بن کر نہیں سنتے اور قدرت کی نشانیوں کو اندھے بن کر نہیں دیکھتے۔ اس نصیحت سے ان کے دل پوری طرح اثر قبول کرتے ہیں اور قرآن کی آیات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ نیز بے دین لوگوں کی محافل سے اگر ان کا گزر ہو تو وہ اپنی بزرگی کا بھرم قائم رکھتے ہوئے عزت دارانہ وجاہت کے ساتھ پہلو بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں اور ایسی محافل کا حصہ نہیں بنتے۔

جب انسان لوگوں کو برائی سے روکنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو کم از کم اس برائی سے خود تو کنارہ کشی کرے اور دل میں اس برے کام کے خلاف نفرت قائم رکھے۔

آیت ۷۴: بیوی، بچوں کے حق میں دعا: اے اللہ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم اپنی آنکھوں سے انہیں پرہیز گار دیکھ لیں اور ہم کو ان پرہیز گاروں کا امام بنا، تاکہ ہمارے بیوی بچے ہم سے پرہیز گاری کی باتیں سیکھیں۔

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اسی لیے انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد مانگتے

❶ ۲۸/ القصص: ۵۵. ❷ المؤمنون: ۲۳/ ۳.

تھے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ ﴾ ❶

''اے میرے رب! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے ہو۔ تو ہم نے اسے ایک بہت بردبار لڑکے کی بشارت دی۔''

حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی دعا کی قبولیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ ﴾ ❷

''وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہا اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو ہی دعا کو بہت سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے اسے آواز دی، جب کہ وہ عبادت خانے میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ بے شک اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے، جو اللہ کے ایک کلمے (عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور اپنے آپ پر بہت ضبط رکھنے والا اور نبی ہوگا نیک لوگوں میں سے۔ کہا اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، جب کہ مجھے تو بڑھاپا آ پہنچا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے؟ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

آیات ۷۵-۷۷: رحمٰن کے بندوں کا اعلیٰ مقام: دین کی پابندی کے سبب انہوں نے دنیا کی تکلیفیں برداشت کیں لہٰذا ان کو اس کے بدلہ میں جنت میں ''جھروکو دار'' اونچے محل دیئے جائیں گے۔ حضرت عبادۃ بن صامتؓ کی روایت میں ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور نیچے

❶ الصّٰفّٰت: ۳۷/ ۱۰۰-۱۰۱.

❷ ۳/ آل عمرٰن: ۳۸-۴۰.

کے درجے سے اوپر کے درجے تک کا راستہ پانچ سو برس کا ہے۔ [1]

جب جنتی لوگ جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو فرشتے ان کا استقبال کریں گے "سلام علیکم" کہیں گے اور ہمیشہ جنت میں رہنے کی بشارت دیں گے اور یہ بھی کہیں گے کہ جس جنت کے ملنے کا وعدہ تم سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا آج اُس جنت میں داخل ہو جاؤ اور اب تم ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ اس میں عیش و آرام سے رہو گے۔

آخر میں فرمایا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، کلام اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اس لئے دوزخ کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے، اس لئے اللہ تعالیٰ کو ان کے ہمیشہ دوزخ میں چلنے کی کوئی پروا نہیں ہے "لزاماً" کے معنی "لازمی اور دائمی عذاب" جس کا نمونہ بدر کی لڑائی میں مارے جانے والے مشرکین کے بڑے بڑے سرکش سردار ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ.

# حصہ سوم

# اسلام اور جدید سائنس

# قرآن حکیم اور سائنس

رب کائنات نے قرآن حکیم کو نور ہدایت، سرچشمہ علوم، لاریب ومحفوظ اور جامع واکمل کلام کا مرتبہ عطا کر کے روحانی ضروریات کا ضابطہ قرار دیا ہے۔ کائنات کا سب سے بڑا ہمدرد وشفیق انسان محمد ﷺ جب غارِ حرا کی خلوتوں میں انسانیت کے اصل مقام ومرتبہ کی آشنائی کے لئے غور وفکر کی بلندیوں پر تھا کہ ایک دن یکا یک خالق کائنات کی طرف سے یہ آواز گونجی.....

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ ﴾ [1]

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا۔''

قرآن کا یہ پیغام کفر وجہالت کے اندھیروں میں ڈوب ہوئی بدحال انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک نئے حیات بخش نظام کے نزول کا آغاز تھا۔ ہزاروں سالوں پر محیط انسانیت کی تاریخ پر نظر غائر ڈالیں تو قبل از اِسلام کا ماضی تاریکیوں سے پُر دکھائی دیتا ہے۔ علم وحکمت کی ترقیوں کے نمونے نہ ملنے کے برابر ہیں۔ گویا شریعت اسلامی کی علمی ترقی سابقہ ہزاروں سالوں پر محیط ہے کیونکہ اسلام دور جدید کی ہر گمراہی کو دور کرتا ہے۔ اسلام زندگی کے ہر شعبہ اور عمل کے ہر گوشہ کے لئے اصلاحی تدابیر رکھتا ہے۔

قرآن حکیم میں ایمان والوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ تم آسمانوں اور زمین کی تخلیق، کواکب اور اجرام علویہ کے نظام، ہواؤں کے چلنے، دن اور رات کے اختلاف، سمندر کے عجائبات، جمادات ونباتات وحیوانات کی تخلیق، شمس وقمر کا مسخر ہونا، انسان کی تخلیق، علم وعقل اور ادراک کے اعتبار سے ان کے امتیازات اور دوسری مخلوقات پر انسان کے تفریق پر غور وفکر کرنے کی

[1] ٩٦/ العلق: ١.

دعوت دی گئی ہے۔

سائنس لاطینی زبان کے لفظ "scientie" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''علم'' ہیں۔ غور و فکر اور تحقیق و مطالعہ سے حقیقت کا منکشف ہو جانا ''سائنس'' ہے اس لئے اس ''علم'' کا حاصل کرنا، پڑھنا، سمجھنا اور اس کے لئے جستجو کرنا مسلمان کی فطری ضرورت ہے۔

غور و فکر کے حوالے سے قرآن حکیم میں متعدد بار اس قسم کی ترغیبات استعمال ہوئی ہیں۔ غور و فکر کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن محض غور و فکر منزل نہیں ہے۔ خدائی قانون جدوجہد کا قانون ہے صرف مثالوں کا قانون نہیں ہے۔ یہ انسانوں کے لیے دائمی ترقی کا راستہ واضح کرتا ہے، علم سے عمل اور عمل سے اطمینان قلب تک۔

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ ❶ ﴿ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ﴾ ❷ ﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ﴾ ❸ قرآنی الفاظ اس بات کا اشارہ دیتے ہیں کہ ''علم'' اور ''سائنس'' معنوی لحاظ سے ایک ہی شے ہیں مگر دور جدید میں ''سائنس'' مظاہر فطرت، قدرتی واقعات کے مطالعہ و مشاہدہ کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان ایسے علم کو چھوڑ دیں جس سے زندگی کے شعبے وابستہ ہیں کیونکہ اس علم کی بنیاد عمیق مطالعہ اور تجربہ و مشاہدہ کائنات ہے۔ اس لئے ایسے علم سے معرفت الٰہیہ کا فیضان حاصل ہوتا ہے۔

عقل سلیم کا مالک انسان ضرور اس حقیقت کا اعتراف کرے گا کہ کائنات میں علوم کا پھیلاؤ اسلام ہی کا مرہونِ منت ہے۔ لفظ reseerch یعنی ''تحقیق'' ایک ایسا علم ہے جو مخفی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے انبیاء و رسل ''وحی'' کے ذریعہ حقیقت منکشف فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل کو محدود و محتاج بنا کر اسے وحی الٰہی کے تابع کر دیا تا کہ رسول کی تعلیم و تربیت کے تحت تحقیقات کی جائیں۔

''انسان اصل میں بالکل بے علم تھا۔ اسے جو کچھ بھی علم حاصل ہوا اللہ کے دینے سے حاصل

---

❶ ۳۹/ الزمر: ٤٢ . ❷ ٤/ النساء: ٨٢ .

❸ ٢/ البقرہ: ١٦٤ .

ہوا، اللہ ہی نے جس مرحلہ پر انسان کے لئے علم کے جو دروازے کھولنے چاہے وہ اس پر کھلتے چلے گئے۔ یہی بات ''آیۃ الکرسی'' میں اس طرح فرمائی گئی ہے:

﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ ❶

''اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے جو خود چاہے۔''

''حکمت'' بعض اوقات منصب نبوت سے علیحدہ بھی عطا کی گئی۔ مثلاً فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ ﴾ ❷

''اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی۔''

اس سے مراد اعلیٰ بصیرت 'درست قوت فیصلہ' بھی ہے۔ کیونکہ یہ زندگی کو خوش کام و نیک انجام دیتی ہے۔

﴿ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ ﴾ ❸

''وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اسے بڑی نعمت ملی۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

كلمة الحكمة ضالة المومن اذا وجدها اخذها . ❹

''حکمت کی بات مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں اسے پائے اپنا مال سمجھ کر لے لے۔''

امام غزالی ''الحکمتہ فی مخلوقات اللہ'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''اللہ تجھے حق شناسی کی توفیق عطا کرے اور دین و دنیا کی فلاح و کامرانی نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے عجائبات و مصنوعات میں تدبر و تفکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا کی ہے۔ وحی کے ذریعے اس

---

❶ ۲/ البقرہ: ۲۵۵ .
❷ ۳۱/ لقمٰن: ۱۲ .
❸ ۲/ البقرہ: ۲۶۹ .
❹ ترمذی ابواب العلم .

کی رہنمائی فرمائی اور اصحاب نظر اور ارباب عقول کو اپنی مصنوعات میں غور وفکر کی اپنی اپنی تعداد کے مطابق دعوت دی۔'' ❶

غور وفکر سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴾ ❷

''بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اُس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے اللہ کی (قدرت کی) نشانیاں ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ ❸

''بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے

---

❶ قرآن نمبر جلد: ۲ ص: ۱۴۳۔ ❷ ۲/ البقرة: ۱۶۴۔

❸ ۳/ آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱۔

میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے) ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے۔ تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔"

قرآن مجید میں بہت ساری ایسی آیات موجود ہیں جن میں کائنات اور اس کے مظاہر کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار دے کر ان میں غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿ اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ﴾ ❶

"کیا یہ لوگ آسمانوں اور زمین کے انتظام میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس میں غور وفکر نہیں کرتے۔"

ایک اور آیت میں فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ❷

"اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔"

علاوہ ازیں سورۃ الرعد: ۲-۳، سورۃ الحدید: ۴، القلم: ۳۲-۳۴، آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱، الجاثیہ: ۳ اور القصص سے روشنی ملتی ہے کہ کائنات کی تنظیم کارفرما ہونے میں غور وفکر کے لئے "ایمان وعلم" سے ہی مدد حاصل کی جائے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ﴾ ❸

"ہم عنقریب ان کو آفاق وانفس میں نشانیاں دکھلائیں گے۔"

درج بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کی تہ تک پہنچنے کا راز تحقیق ہے اور علم، ایمان اور

---

❶ ۷/ الاعراف: ۱۸۵، ❷ ۲۹/ العنکبوت: ٤٤.

❸ ٤١/ حم السجدہ - ٤١:٥٢.

عقل کی محتاج ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے تو گویا قرآن مجید ''بصائر'' کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے مومن ذہنی ارتقاء حاصل کرتا ہے اور یہی اسلام اور مسلمان کی عظمت کا بین ثبوت ہے:

﴿مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ﴾ ❶

(اے مخاطب!) کیا تو رحمٰن کی آفرینش میں کہیں بھی کوئی نقص دیکھتا ہے۔''

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ؕ﴿۱۵﴾﴾ ❷

''بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بہانے پیش کرے۔''

اور فرمایا:

﴿وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ ❸

''اور زمین میں پہاڑ رکھ دیئے مبادا تمہیں ایک طرف کو جھکا دے۔''

قرآن کی یہ دعوت فکر ونظر ابدی نوعیت کی حامل ہے۔ خواہ کتنے ہی اسرار ورموز منکشف ہوتے جائیں۔ مگر تمہیں ان پر بار بار توجہ دینا پڑے گی۔ جس سے مومن سائنسدان کے قلب میں معرفت الٰہی موجزن ہوگی اور اس طرح یہ علم اخلاقی وروحانی قدروں سے منور ہوتا چلا جائے گا۔

## توجہ طلب پہلو

موجودہ دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے محیر العقول ترقی کی ہے مگر مسلم ممالک کی حالت اس میدان میں کمزور ہے اور یہ ترقی یافتہ اقوام کے دست نگر ہیں۔ دنیا کے اہم اور حساس مقامات پر واقع ہونے کے باوجود بھی دوسروں کے زیر اثر زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے مسلم زعماء اس سوچ میں ہیں کہ امت مسلمہ کے اندر اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کی جائے تاکہ وہ عالم انسانیت کی قیادت وسیادت اپنے ہاتھ میں لے کر ''خیر امت'' ہونے کا فریضہ ادا کرسکیں۔

تسخیر کائنات کے نظریات تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے علمائے متقدمین کے درمیان قرآن وسنت کی نصوص سے کائنات کے علوم کی کھوج لگانا اختلافی مسئلہ رہا ہے۔ مثلاً امام غزالی

❶ ٦٧/ الملك : ٢. ❷ ٧٥/ القيامة: ١٤-١٥. ❸ ٣١/ لقمان: ١٠.

(متوفی ۵۰۵ھ) قرآن وسنت سے کائنات کے علوم سمجھنے کے قائل تھے۔

قرآن اپنی صداقت کے اثبات کے لئے سائنس کا محتاج نہیں کیونکہ سائنسی نظریات تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں جب کہ قرآنی حقائق اٹل اور مستقل ہیں۔

درحقیقت قرآنی علوم .....انسانی ذہن کے خود ساختہ نظریات سے ماوراء ہیں۔اس لئے تفسیر کے متعین اصول وضوابط کے بغیر قرآن کے سائنسی اعجاز پر کلام کرنا خطرے سے خالی نہیں۔قرآن نے کائنات کی تسخیر کا جو فرمان جاری کیا ہے اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ انسان اپنی اردگرد پھیلی ہوئی کائنات سے ٹکرا جائے۔کتاب الٰہی کا منشاء یہ ہے کہ وہ اس کے اسرار سے واقفیت حاصل کر کے نوامیس فطرات سے استفادہ کرے۔

موجودہ دور کے شکست خوردہ ذہن قرآن کریم کو یا تو سائنس کا تابع بتاتے ہیں یا اس کی حقانیت سائنس سے ثابت کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔اسی مکتبِ فکر کے لوگ قرآنی آیات کو سائنس کی ہر نئی ایجاد پر ''فٹ'' کر دیتے ہیں۔مظاہر فطرت اور سماوی حقائق کا تذکرہ اس حیثیت وانداز سے کرتے ہیں کہ قرآن سائنسی موضوع کی کتاب بھی ثابت ہو جائے۔اس طرح کی تاویلات وتشریحات سے ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دینا چاہتے ہیں اگر ہم عصری تقاضوں کے مطابق قرآنی آیات کی تطبیق کرتے رہے تو پھر خدشہ ہے کہ اللہ کی کتاب بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گی۔اسی طرح دشمنان اسلام کو استہزاء کا نیا موقعہ مل جائے گا۔

قرآن مجید ایک اور حانی کتاب ہے جسے سائنس سے بالواسطہ کوئی تعلق نہیں۔لیکن چونکہ یہ پاک کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کائنات اس کا فعل ہے اس لئے اس کتاب کے پڑھنے سے ہمیں قدرتی مظاہر میں ایک باقاعدگی نظر آتی ہے اور بعض کو سائنسدانوں نے بڑی کاوش کے بعد اب دریافت کیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ قرآن کریم بنیادی طور پر پیغام ہدایت ہے۔تمام سائنسی اشارے جو قرآنی آیات میں ملتے ہیں، اسی بنیادی مقصد کے تابع ہیں اور ان کی حیثیت ثانوی ہے۔اس لئے مسخر شدہ اشیاء میں تمہارے لئے فوائد مہیا کئے گئے ہیں۔مگر ''جدید مفسرین'' کو جو ''حسن

اتفاق'' میسر ہوا ہے اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ سائنس کی ہر نئی ترقی پر قرآنی آیات کو پیش کرتے ہیں۔قرآن سے ہر مسلمان کو سچی عقیدت ہے کیونکہ یہ ایمان کا جزو لاینفک ہے مگر ''عقیدت'' کو بنیاد بنا کر اور جدید مفسر بننے کی تڑپ یہاں تک تو نہ پہنچائے کہ قرآن کے اجمالی اشارات کو اس طرح واضح کیا جائے ''قرآن نے سائنس کے ابواب مدوّن کر دیئے ہیں'' اور پھر ان ''مدوّن ابواب'' کے حق میں آیات سے خاص خاص الفاظ نکالے جاتے ہیں۔یہی وہ ''طرز فکر'' ہے کہ جس کے تحت چاند تک انسان کی رسائی کا واقعہ ہو جانے کے بعد مضحکہ خیز طریقے سے نکتے نکالے گئے کہ ''چاند پر انسان پہنچے گا'' ''وہ تین انسان ہوں گے'' تینوں ہی کافر ہوں گے، وغیرہ اس طرح لفظ ''حطمہ'' کا ایٹم بم'' بنا دیا اور لفظ ''سلطان'' کو راکٹ'' ثابت کر دیا۔ایسی تفسیری تگ و دو احساس کمتری کے سوا کچھ نہیں۔ فی الحقیقت مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ رشتہ اسباب اللہ تعالیٰ کی بالاتر قوت کے ہاتھ میں ہے۔اس عقیدے پر عمل کے بعد ہم افراط وتفریط کا شکار نہ ہوں گے۔

قرآن کریم میں نہ تو ریاضی کا کوئی کلیہ درج ہے اور نہ ہی سائنس کا اصطلاحی فارمولا، اس نقطہ نظر سے قرآن نہ ریاضی کی کتاب ہے اور نہ سائنس کی بایں ہمہ قرآن علم وحکمت کا سرچشمہ ہے کیونکہ اسی بزرگ و برتر کتاب میں قوانین فطرت کو سمجھنے اور ان پر غور وتدبر کرنے کی ہدایت بار بار فرمائی گئی ہے۔اس لئے قرآن بجا طور پر قرآن حکیم کہلاتا ہے۔ [1]

مسلمان ایک عظیم قوم ہیں کہ ان کی اساس عظیم ہے۔علم وحکمت کی عالی شان عمارت ''قرآن وسنت'' ان کے پاس ہے مضبوط قوت بننے کے لئے انہیں بنیادوں پر اپنی قیادت و سیادت کو استوار کر کے ہی کامیابی حاصل کرنا ہوگی۔قرآن نے کائنات کے علوم کے بارے میں جدو جہد کو مفید قرار دیا ہے کہ اس کی ترغیب بھی دی ہے۔امت مسلمہ تسخیر کائنات کے مادی و روحانی فوائد سے اسباب و وسائل کا ذخیرہ جمع کرے تا کہ اپنی فتوحات ومہمات کا دائرہ بھی برابر وسیع ہوتا رہے۔اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان کو جو صلاحیتیں دی گئی ہیں۔وہ ان کا بھرپور استعمال کر کے اپنے گردو پیش پھیلی ہوئی حیات وکائنات کے متعلق علم حاصل کرے۔آیات قرآنی پر غور وفکر

[1] قرآن نمبر ص: ۵۱۷.

کرے تاکہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب نے (اس خاص سائنسی میدان میں) تشکیک پیدا کرنے کی جو روش اختیار کر رکھی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ اسلام عقل انسانی سائنس اور مذہب کے مابین مخاصمت کا قائل نہیں۔ مگر اللہ کے لئے قرآنی آیات کی بے جا تاویلات کر کے جدید سائنسی نظریات سے مطابقت پیدا کرنے کی پر تکلف روش ترک کر دینا ضروری ہے۔ اب حالات کا شدید تقاضہ ہے کہ ہم مسلم نوجوانوں کو دینی جذبہ کے ساتھ ان علوم کے لئے تیار کریں تاکہ یہ مسلم نوجوان اپنے علم سے اہل ایمان کے وقار کو بلند کریں اور اقوام غیر کے دست نگر ہونے سے محفوظ ہو سکیں۔

## مسلمانوں کی سائنسی تاریخ کا مختصر تعارف

ساتویں صدی کے اواخر اور آٹھویں صدی کی ابتداء میں یورپ میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ یورپین مؤرخین اس دور کو قرون مظلمہ (The derk eges) سے تعبیر کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس مسلم قوم میں علمی ''تہذیبی اور ثقافتی بیداری کا دور تھا۔ موجودہ دور میں علمی فضیلت یا برتری کی بات کرنا تحصیل حاصل ہے۔ مگر جس زمانے میں اسلام کا آغاز حجاز مقدس کی وادیوں سے ہو۔ پوری دنیا علم وعرفان کی فضیلت سے بالکل جاہل وغافل تھی۔ قرآن اس دور کا نقشہ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ ﴾ [1]

''اور اس سے قبل تو لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

موجودہ سائنسی تحقیق کی ابتداء خاندان بنوامیہ سے ہوئی۔ خالد بن یزید بن معاویہؓ نے کیمیا اور طب کی یونانی کتب کے تراجم کرائے اور اس طرح مسلمانوں میں طبیعاتی علوم کے مطالعے کا ذوق پیدا ہوا۔ عباسی دور خلافت میں مامون الرشید اور ہارون الرشید کے کارنامے سرفہرست ہیں۔ ''بیت الحکمۃ'' اس دور کی جدید ترین سائنسی یونیورسٹی تھی۔ جس میں سائنس کے میدان

[1] ٦٢/ الجمعه : ٢ .

میں ''بیت الحکمۃ'' نے انقلاب عظیم برپا کیا۔ جب یورپ کی گلیوں میں کیچڑ بھری رہتی تھی اور انہیں پانی کے استعمال یعنی نہانے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا تو یہی مسلمان تھے جنہوں نے انہیں دنیا میں رہنا سکھایا۔ احبار ورہبان پر ایک وہ دور بھی آیا جب ''کلیسا'' کے حکم سے ہرا بھرنے والے سائنسدان کو قید یا قتل یا زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ یوں ان مذہبی ٹھیکیداروں نے تقریباً ساڑھے تیس لاکھ انسانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جو علم وعقل کی بات کرتے تھے۔ اس ظلم کے نتیجے میں ایک ایسا انقلاب برپا ہوا کہ ان کے نوجوان یہودیت وعیسائیت کی مذہبی گرفت سے نکل بھاگے اور آج ''مذہب کا نام'' اِن کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مقابلتاً اسلامی حکومتوں نے علم وحکمت کی سرپرستی کی اور سائنس کے موجد پیدا کئے، جابر بن حیان کیمیا کا موجد ''ابن الہیثم'' طبیعات کا موجد، ابوبکر زکریا رازی طب کا موجد، بوعلی سینا طب کا عالم، موسیٰ الخوارزمی حساب کا موجد، میکانیات میں ابوالفیض اسماعیل الرزاق الرازی بدیع الزمان مؤلف ''الکتاب میزان الحکمۃ۔'' بصریات میں ابن الہیثم ۱۰۳۸ء اور عمر الخیام الجبراء کا موجد، یہ وہ سائنسدان ہیں جن کا اعتراف مغرب کے محققین کو آج بھی ہے۔ یہ اسلام کی عظمت کا ایک مختصر نمونہ ہے کہ مسلمانوں نے سائنسی علوم کو اہمیت دی۔ اس لئے مسلمان اس دور میں ان علوم میں یونان سے بڑھ گئے۔ طب کے شعبہ میں بھی جراحی کے ایسے ایسے اہم کارنامے اس وقت انجام دیئے جب کلیسا کے فتوؤں کے مطابق بیماری کے لئے دوائی کا استعمال تک ممنوع تھا۔ قرآن کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان موجود چیزوں کو محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ ہم نے ان سب چیزوں کو (تدبیر) حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن بہت سے لوگ اسے جانتے نہیں ہیں۔''

---

[1] ٤٤/ الدخان: ٣٨، ٣٩.

دنیا کی زندگی دھوکہ نہیں ہے نہ ہی اسے بے مقصد پیدا کیا گیا ہے بلکہ اسے حق کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن کی وہ آیات جن میں فطرت کے بغور مشاہدے کی دعوت دی گئی ہے 'نماز' روزہ' حج وغیرہ سے متعلق مجموعی آیات سے گئی گنا زیادہ ہیں۔ اس کی روشنی میں مسلمانوں نے فطرت کا قریبی مشاہدہ شروع کیا اور اس سے مشاہدے اور تجربے کی بدولت سائنسی طرز فکر پیدا ہوا جس سے یونانی ناوقف تھے۔ مسلم ماہر نباتات ابن بیطار نے دنیا بھر سے پودے اکٹھے کر کے اس موضوع پر لکھا۔ میر (Mayer) نے اپنی کتاب Gesch der Botanika میں اسے اس موضوع پر تاریخ ساز کتاب قرار دیا ہے۔ البیرونی چالیس سال تک معدنیات کے نسخے اکٹھے کرنے کے لیے سفر کرتا رہا۔ مسلم ماہرین فلکیات کے بعض مشاہدے بارہ بارہ سال بعد تک کے لیے تھے۔ ارسطو نے طبیعات پر کوئی تجربہ کیے بغیر بہت لکھا اور بے احتیاطی سے ایسے بیانات بھی درج کر دیے جو معمولی مشاہدے سے درست کیے جا سکتے تھے مثلاً اس کا یہ بیان کہ انسانوں کے دانت جانوروں سے زیادہ ہوتے ہیں، وغیرہ۔

گیلن (Galen) نے، جسے قدیم علم تشریح الاعضا (anatomy) کی سب سے بڑی سند مانا جاتا ہے، بتایا کہ نچلا جبڑا دو ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا بیان تھا جسے صدیوں تک کسی شبہ کے بغیر تسلیم کیا گیا، یہاں تک کہ عبداللطیف نے انسانی ڈھانچے کا بذات خود مطالعہ کیا۔ اس قسم کی کئی مثالیں بیان کرنے کے بعد رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) اپنی کتاب The Making of Humanity میں تحریر کرتا ہے:

ہماری سائنس پر عربوں کا صرف یہ قرض نہیں ہے کہ عربوں نے حیران کن دریافتیں کیں یا انقلابی نظریات پیش کیے۔ سائنس پر عرب تمدن کا اس سے زیادہ احسان ہے: یہ ہے کہ وہ اپنے وجود کے لیے اس کی مرہون منت ہے۔

وہ مزید لکھتا ہے: اہل یونان نے منظم شکل دی، عموم پیدا کیا، نظریے بنائے، لیکن تحقیق کے صبر آزما اصول، مثبت حقائق کو جمع کرنا، سائنس کے جزرس طریقے، تفصیلی اور طویل مشاہدے، تجربے کے ذریعے تفتیش، یہ تمام کے تمام اہل یونان کے مزاج کے لیے بالکل اجنبی تھے۔ جسے ہم

آج سائنس قرار دیتے ہیں اور اس کا ارتقا یورپ میں تحقیق کے نئے طریقوں..... تجربہ، مشاہدہ اور پیمایش کا اور ریاضی کے ایسے ارتقا کا نتیجہ تھا جو یونان کے لیے غیر معروف تھا۔ یہ جذبہ اور یہ طریقے یورپ کی دنیا میں عربوں نے متعارف کرائے تھے۔ ❶

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''غالباً یہ بیان نامکمل رہ جائے گا اگر میں اس مقام پر مختصر ذکر نہ کروں کہ علوم جدیدہ کی ترویج واشاعت میں مسیحیوں نے تنگ دلی اور اسلامیوں نے فراخدلی کے کیسے کیسے نمونے دکھلائے۔''

۱- ڈی رومینس'' نے ظاہر کیا کہ ''قوس قزح'' بارش میں شعاع آفتاب کے انعکاس کا نام ہے، اسے خدا کی کمان جنگ بتانا انتقام الٰہی کی علامت سمجھنا غلط ہے، صرف اتنی بات پر وہ قید کر کے ''روما'' بھیجا گیا۔ وہ جیل ہی میں مرا۔ اس کی لاش اور اس کی کتابوں کو جلا دیا گیا۔

۲- ''برونو'' کو ۱۶۰۰ء میں لمبی قید کے بعد اس لئے زندہ آگ میں جلا دیا گیا کہ اس نے دنیا کو ''عالم اسباب'' کہہ دیا تھا۔

۳- زمین کے گول ہونے کا مسئلہ خلافت عباسیہ میں معلوم ہوا اور اس انکشاف سے مسلمانوں میں ایک درخت کا پتہ بھی نہ ہلا۔ مگر یہی مسئلہ جب یورپ میں پہنچا تو قیامت برپا ہوگئی اور بیسیوں فلاسفر جو زمین کو گول کہنے لگے تھے قتل کر دیئے گئے۔

۴- چیچک کا ٹیکہ قسطنطنیہ میں کافی دیر سے رائج تھا۔ ۱۷۲۱ء میں ایک عورت ''مسماۃ میری مونٹا'' اسے یورپ لے گئی تو پادریوں نے اس طریقہ علاج کی بے حد مخالفت کی۔ حتیٰ کہ بادشاہ سے درخواست کی گئی کہ شاہی اختیارات سے اس کا نفاذ روک دیا جائے۔

۵- ''امریکہ میں جب یہ طریقہ نکلا کہ عورت کو ولادت کے وقت مخدر کر دیا جائے تو تمام پادری مخالف ہو گئے کہ عورت کو ولادت کے وقت آرام پہنچانا خدا کی لعنت کا مقابلہ ہے، جو کتاب پیدائش باب سوم میں عورت ذات کے لئے موجود ہے'' ❷

---

❶ راما کرشنا راؤ- محمدؐ ص 23-22۔ ❷ رحمة للعالمين جلد : ۳ ص : ٦٣ - ٦٢ .

سر جان ولیم ڈریپر لکھتا ہے:

''مسلمانوں نے صرف مدارس قائم کرنے یا علمی کتابوں کی نقول وتراجم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی تصحیح، ترمیم اور ترقی بھی کی اور بہت سے نئے علوم پیدا کئے۔ چنانچہ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کا ان علوم کی طرف زیادہ رجحان رہا۔ جن کا تعلق عمل، مشاہدہ سے تھا۔''

چنانچہ دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں مسلمان عالموں کے مشاہدات عاقلانہ اور تجربات ماہرانہ تھے وہاں طب طبعیات اور کیمیا میں بھی نام پیدا کیا''..... اور ان مدارس کی نگرانی فراخ حوصلگی سے نطوریوں اور یہودیوں کی سپرد بھی کی جاتی تھی کسی شخص کو کسی بڑی خدمت پر مامور کرتے وقت حکومت (اسلامیہ) کو یہ خیال نہ آتا تھا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے اس کے عقائد کیا ہیں بلکہ محض علمی قابلیت کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔'' سائنس میں عربوں کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اس کی تحصیل میں یورپ کے یونانیوں کا طریقہ اختیار کیا..... یعنی ان کے علم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر تھی۔ فن کیمیا میں ترازوں کا استعمال کیا جس کے اصولوں سے وہ پوری طرح واقف تھے۔

''ایک مدت تک یورپ میں فلکی، ریاضی اور طبعی فنون عربوں کی تصانیف سے حاصل کئے جاتے تھے ساتویں صدی کے بعد تک بحر متوسط کی سیادت عربوں کو حاصل تھی۔ اس لئے انہوں نے اطالویوں اور فرانسیسیوں کو بہت سے عربی الفاظ دیئے۔ اہل فرانس کی طب کی بنیاد ہی ''عربی طب'' پر تھی۔ اس کے ذریعے انہوں نے بہت سے عربی الفاظ اختیار کئے۔ عرب سات صدیوں تک فرانس واٹلی میں اندلس سے مختلف علوم پہنچاتے رہے اور اہل یورپ نے علوم طبعی ریاضی، فلکیات، کیمیا اور بہت سے علوم علماء اور ان عربی کتابوں سے سیکھے جن کی اصل ضائع ہو چکی تھی۔ طبعی علوم تمام تر عربوں ہی سے سیکھے سترھویں صدی تک ان کا تمام تر دارومدار انہیں پر تھا۔''[1]

ڈاکٹر لوسین لیک لرک لکھتا ہے:

---

[1] دین رحمت۔ ص: ۱۶۴۔

''دنیا پھر وہ اعجاز آفرین منظر نہ دیکھ سکے گی جو نویں صدی (عیسوی) میں عربوں نے پیش کیا۔ یونان کے تمام علوم عربوں کی گرفت میں تھے۔ انہوں نے اپنی صف میں اوّل درجے کے طلباء پیدا کئے جنہوں نے اسی وقت علمی حقیقت کے صحیح مذاق کا اظہار کیا۔'' ❶

جان ڈبلیو کیمبل جونیئر لکھتا ہے:

''اسلام نے وہ کچھ حاصل کیا کہ دوسری کسی قوم نے اس کے حصول کی کوشش تک نہ کی۔ اسلام نے سائنس ایجاد کی۔ یہ کام روما اور یونان نہ کر سکا۔ روما میں صفائی کا انتظام نہ تھا۔ ایتھنز کے فلسفہ کا اہتمام نہ تھا۔ ہم نے سائنسی میراث روما اور یونان سے نہیں لی بلکہ صرف اور صرف اسلام سے لی ہے۔'' ❷

عطش ڈرّانی لکھتے ہیں:

''اسلامی اندلس میں سائنس کے ہر شعبہ میں تحقیقات کی تمام تر سہولتیں میسر تھیں۔ طب کو بطور خاص فروغ حاصل ہوا۔ جامعہ قرطبہ میں علم ہیئت، کیمیا، جغرافیہ اور تاریخ کے شعبے قابل ذکر ہیں۔'' ❸

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان عربی بولنے والے تہذیب و ثقافت کے عظیم مشعل بردار ثابت ہوئے۔ قرون وسطیٰ میں بغداد اور اندلس کے مسلمان مفکرین ہی کو یہ لازوال عظمت حاصل تھی کہ انہوں نے خیال کی دولہروں میں تال میل قائم کیا مسلمانوں کو تجرباتی علم کی اشاعت و تعلیم کا ذوق ابتدائے اسلام ہی سے ودیعت کیا گیا تھا۔ اس لئے بنوامیہ نے ۶۶۱ء میں دمشق میں سائنس کے علماء کو جمع کرنا شروع کر دیا پھر ۸۶۱ء میں عباسیوں کے خلفاء خصوصاً منصور، ہارون اور مامون نے سائنسدانوں کی بے حد وحساب حوصلہ افزائی کی تو یہاں یہ کہنا زیادہ ضروری ہے کہ سائنسی فکر نے آنے والے عہد کی ''حکمت'' پر جو اثر ڈالا۔ اس کے پیش نظر مسلمان مفکرین کا یہ کارنامہ اولین

---

❶ دی ہسٹری آف عرب میڈیسن: ۹۱-۹۲۔ ❷ اسلامک ریویو مارچ: 1955ء۔

❸ سیارہ ڈائجسٹ چودہ صدیاں نمبر ص: ۳۴۵۔

عظمت کا مستحق ہے سب سے زیادہ پر مغز اور گرانقدر کتابیں سائنسی موضوعات پر عربی میں تھیں۔ عربی نے آٹھویں صدی کے نصف سے گیارہویں صدی کے اختتام تک تک بنی نوع انسان کی ترقی پسندانہ زبان کا کردار ادا کیا۔ اس دور میں جو خوب باخبر ہونا چاہتا تھا (یعنی سائنس کا علم حاصل کرنا چاہتا تھا) اور تازہ ترین معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا تو اسے عربی زبان سیکھنا اور پڑھنا پڑتی تھی۔ اس لئے ''علمائے اسلام'' کو سائنس کا مؤسس قرار دیا گیا ہے علم وحکمت کے اس دور میں مسلمان حکمرانوں نے مشرق وسطیٰ اندلس اور پرتگال میں شاندار درس گاہیں قائم کیں۔

الغرض مسلمانوں نے علم کی ہر شاخ اور ہر فن میں نیا پن اور نئی تحقیقات کا آغاز کیا۔ سائنسی علوم میں مسلمانوں نے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمانوں نے طبعی علوم میں جو ترقی کی منازل طے کیں، آج ہمارے عربی مدارس کے طلباء کو مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ ان علوم کی تعلیم بھی دی جانی چاہیے۔ اور اسی طرح سکولوں اور کالجوں میں سائنس کے ساتھ مذہبی علوم کی تعلیم ضروری قرار دینی چاہیے تاکہ مغرب کے سائنسدانوں نے اپنے متعصب پراگندہ، الحادی اور بے دین نظریات وعقائد کو ان علوم میں داخل کر کے انسانیت کو جس مادہ پرستی کی راہ پر ڈال دیا ہے اور انسانیت اہل کلیسا، احبار اور ملحدین کی تحقیقات کے سہارے جی رہی ہے ان سے چھٹکارہ ملے۔ اگرچہ آج ان کے ضمیر بوجھل ہیں اور وہ مادہ پرستی سے تنگ آ چکے ہیں۔ مگر جدیدیت کے ظاہری پرستار ضرور نظر آتے ہیں اس وجہ سے ہمارا معاشرہ افراط وتفریط کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ جس قوم کا ماضی نہ ہو اس کا حال و مستقبل تاریک ہوتا ہے۔ ہمارا ماضی روشن ہے اسی ناطے سے حال و مستقبل کو تابناک بنانا ضروری ہے یہ مخفی خزانے ظاہر کئے جا سکتے ہیں۔ فنی علوم کے تخریبی پہلوؤں سے دنیا کا دامن محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں مضبوط قوت بننا ہوگا۔ آخر ''ہم کب تک'' دست سوال دراز کرتے رہیں گے۔ ہمیں ان مادی علوم میں بھی خود کفیل ہونا چاہیے جو ہماری اپنی میراث ہے اور جن کی طرف علامہ اقبال یوں اشارہ فرما گئے ہیں۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
انہیں دیکھیں جو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

# حصہ چہارم

# اخلاقیات

# اخلاقیات

## الف) قرآنی آیات

۱: ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۗ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾﴾ [1]

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔''

مومن کو تمام اعمال میں عدل واحسان کا معاملہ کرنا چاہیے اور جب بھی کوئی بات کریں تو اچھی بات کریں، (بصورتِ دیگر خاموشی اختیار کریں۔)

۲: ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا

---

[1] ۲/ البقرة: ۸۳.

قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ❶

''کہہ دیجیے کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور اُن کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُس کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اُس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اُسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ اِن باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔''

ان آیات کریمہ میں دس تاکیدی نصیحتیں کی گئی ہیں، جو شخص نبی کریم ﷺ کا سر بمہر خط پڑھنا چاہے وہ ان آیات کا مطالعہ کرے۔ ❷

---

❶ ٦/ الانعام: ١٥١-١٥٣۔

❷ تفصیل کے لیے دیکھیے: حافظ جلال الدین قاسمی حفظہ اللہ کی تالیف اللہ تعالیٰ کی دس تاکیدی نصیحتیں، تحقیق واضافہ ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن۔

۳: ﴿كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ ❶

''بھلا مشرکوں کے لئے (جنہوں نے عہد توڑ ڈالا) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے۔ ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول وقرار پر) قائم رہو بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

عہد کی پاسداری کرنا دین کی اہم ترین تالیفات میں سے ہے، قیامت کے دن عہد کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔

۴: ﴿وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ ❷

''اور اُن میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا۔ بے شک اللہ تمہارے (سب) اعمال سے واقف ہے۔''

بدگمانی سے بچنا چاہیے، بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں، جیسا کہ سورۃ الحجرات میں تفصیل بیان ہوچکی ہے۔

۵: ﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

---

❶ ۹/ التوبة:۷ .

❷ ۱۰/ یونس:۳۶ .

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ ❶

''اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے؟ ایسے لوگ اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سُن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

اسلام میں ظلم اور جھوٹ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا منافقین کی علامت ہے۔

۶: ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾ ❷

''اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔ مگر اُن لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔''

مومن کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ ناشکری کی وجہ سے نعمتیں بھی چھن جاتی ہیں اور عذاب بھی نازل ہوتا ہے۔

۷: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾﴾ ❸

''ماپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔''

---

❶ ۱۱/ ھود: ۱۸۔

❷ ۱۶/ النحل: ۱۲۲۔

❸ ۸۳/ المطففین: ۱-۳۔

ماپ تول میں ڈنڈی مارنے سے حقوق العباد غضب ہوتے ہیں، بعض اقوام کی تباہی کا ایک سبب ماپ تول میں کمی کرنا بھی تھا۔

## ب) احادیث مبارکہ

۱: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم قیامت کے روز تاریکیوں کا باعث ہوگا۔''

آخرت کے اندھیروں سے بچنے کے لیے ظلم سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ظالم مظلوموں کو نیکیاں یا ان کے گناہ اپنے سر لے کر ہی قیامت کے ظلم کی تلافی کر پائے گا۔

۲: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اتَّقُوْا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. ❷

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔''

تباہی و بربادی اور اخروی ناکامی سے بچنے کے لیے ظلم کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

۳: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ. ❸

---

❶ بخاری: ٢٤٤٧؛ مسلم: ٢٥٧٩.

❷ مسلم: ٢٥٧٨.

❸ بخاری: ٦٠٤٤؛ مسلم: ٦٤.

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مسلمان کو گالی دینا، نافرمانی اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔''

مسلمان کو سب وشتم کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ گالی گلوچ کرنا منافق کی عادت ہے۔ مسلمان سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ (تاہم اگر وہ کہیں لڑ پڑیں تو انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ کفر مخرج عن ملۃ نہیں ہے۔

٤: عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا. ❶

''حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کی، اس نے فرمایا: میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے لئے حرام ٹھہرایا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس کو حرام قرار دیا ہے پس تم باہم ظلم نہ کرو۔''

حقوق اللہ سے لے کر حقوق العباد تک ظلم کی ہر قسم سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ عدل و انصاف پر قائم رہنا چاہیے۔

٥: عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَدْوَاءِ. ❷

''حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے برے اخلاق، برے اعمال، بری خواہشات نفس اور بری،

---

❶ مسلم: ٢٥٧٧.

❷ ترمذی: ٣٥٩١؛ حاکم: ٥٣٢.

بیماریوں سے محفوظ رکھنا۔"

برے اخلاق اور منکرات سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے التجا بھی کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برے اخلاق، برے اعمال، خواہش پرستی اور موذی بیماریوں سے محفوظ رکھیں۔

یا حی یا قیوم برحمتك استغیث

**نوٹ:**.....حصہ حدیث کے لیے شرح اربعین نووی کا مطالعہ کیجیے۔

# ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تحریری کاوشیں

۱: فتاویٰ افکارِ اسلامی، ۳۱۳ سوالات کے جوابات
۲: تفسیر معارف البیان، سورۃ الفاتحۃ اور البقرۃ (۵۰ آیات)
۳: دین اسلام، ایک ہی نظر میں ۴: کبیرہ گناہ اور اُن کی پہچان کے اصول
۵: مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن، ظلم وناانصافی کی نوعیت (HEC سے منظور شدہ)
۶: التأثیر الاسلامی فی شعر الطاف حسین حالی (ویلیہ رسائل حالی العربیۃ) (HEC سے منظور شدہ)
۷: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتی بہنیں اور اُن کے شوہر (HEC سے منظور شدہ)
۸: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرۂ مبارک، تعمیری مراحل اور متعلقہ شرعی احکام
۹: ایمان کی شاخیں ۱۰: شوقِ عمل، ارکانِ اسلام پر عمل کی ترغیب
۱۱: سیاحتِ امت المعروف بہ شوقِ جہاد ۱۲: پاکدامنی اور اس کی حفاظت کی شرعی تدابیر
۱۳: سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام
۱۴: لغت عرب کے ابتدائی قواعد اور جدید عربی بول چال مع قصص النبیین (عربی، اردو، انگریزی)
۱۵: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشترک اوصاف، مشترک انعامات
۱۶: ہدیہ برائے محسنِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) درود وسلام کی برسات۔ (درود کے فضائل اور ثابت شدہ کلمات)
۱۷: تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منہج (Ph.D علومِ اسلامیہ کا مقالہ)
۱۸: اسلام کا تجارتی ضابطۂ اخلاق ۱۹: اسلام ایک نظر میں
۲۰: پریشانیوں اور مشکلات کا حل (شہباز حسن/ حافظ حمزہ کاشف) (مکتبہ فہیم انڈیا سے بھی شائع ہوگئی ہے)
۲۱: تدریس قرآن وحدیث (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی/شہباز حسن)
۲۲: تعلیم اسلامیات (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی/شہباز حسن)
۲۳: جنت کا منظر معہ جنت میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شہباز حسن/ حافظ حمزہ کاشف)
۲۴: دوزخ کا منظر معہ جہنم میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شہباز حسن/ حافظ حمزہ کاشف)
۲۵: اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات اور اعمال وآداب
۲۶: مقامِ قرآن (میاں انوار اللہ/شہباز حسن) ۲۷: قرآنی اور محقق مسنون اذکار ودعائیں
۲۸: قرآنی دعائیں اور اہم اذکار (مختصر) ۲۹: روزمرہ کے اہم اذکار اور پیاری پیاری دعائیں
۳۰: قرآنی دعائیں اور اہم اذکار (انگریزی)
۳۱: مساجد کی آبادکاری ۳۲: میرے محسن میرے مربی حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ
۳۳: محاضراتِ حدیث ۳۴: لاہور کی مساجد اہل حدیث

## اردو تراجم اور تعلیقات

۱: صداقت نبوتِ محمدی (دلائل النبوۃ از ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار کا ترجمہ وتعلیق)

۲: بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحریروں کے مجموعے کا ترجمہ واستدراک)

۳: غسل، وضو اور نماز کا طریقہ مع دعائیں (الوضوء والغسل والصلاۃ لعثیمین کا ترجمہ وتعلیق)

۴: بیماریوں کا علاج، دعا، دم اور غذا کے ذریعے (الدعاء، ویلیہ العلاج بالرقی از ابن وھف قحطانی)

۵: جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالھا واحوال اھلھا لابی سالم النذیر)

۶: خوش نصیبی کی راہیں (طریق الھجرتین وباب السعادتین لابن القیم الجوزیۃ کا ترجمہ اور تلخیص وتعلیق)

۷: جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنۃ لمحمد بن صالح الخرش)

۸: فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافترق۔اسبابھا وعلاجھا) (ناشر سے مسودہ گم ہوگیا ہے)

۹: اصول الکرخی (مکتبہ امداد اللہ مہاجر مکی، دیوبند انڈیا سے بھی شائع ہوگئی ہے)

۱۰: دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنیا ظل زائل) (زیرِ طبع)

۱۱: صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج (عادات الامام بخاری فی صحیحہ از شیخ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ)

۱۲: نجات یافتہ لوگوں کا عقیدہ (از شیخ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ)

۱۳: آسان شرح عقیدہ طحاویہ (الشرح المیسر از ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن الخمیس)

۱۴، ۱۵: زبدۃ التفسیر من تفسیر فتح القدیر للشوکانی (تفسیر سورۃ الفاتحہ تا آل عمران)

## نظر ثانی شدہ کتب

۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید از مولانا محمد ارشد کمال ۲۔ صحیح ابن خزیمہ (ترجمہ وشرح)

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح (ترجمہ) ۴۔ حدیث اور خدام حدیث از میاں انوار اللہ

۵۔ المسند فی عذاب القبر از مولانا محمد ارشد کمال

۶۔ عذاب قبر، قرآن کی روشنی میں از مولانا ارشد کمال ۷۔ ذکر اللہ کے فوائد از پروفیسر عنایت اللہ مدنی

۸ تا ۱۵: تقلید کی شرعی حیثیت۔ منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات۔ گناہوں کی معافی کے دس طریقے۔ اللہ تعالیٰ کی دس تاکیدی نصیحتیں۔ سورۃ الاخلاص کا پیغامِ توحید۔ آیت الکرسی اور عظمت الٰہی۔ دعوت قرآن وحدیث (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (از حافظ جلال الدین قاسمی)

۱۶۔ توبہ کا دروازہ (میاں انوار اللہ) ۱۷۔ اسلامی عقائد۔ دو مسلمانوں کا مکالمہ

۱۸۔ تفسیر النساء (عورتوں سے متعلقہ تفسیر)

۱۹۔ نبی کریم ﷺ کے خواب ۲۰۔ لفظ عشق کے استعمال کی شرعی حیثیت

۲۱ تا ۲۵: احکام شریعت میں حدیث وسنت کا مقام۔ دین کے دو نشان۔ قرآن اور صاحب قرآن۔ اسلامی نظام معاشرت کی بنیادی اکائیاں۔ جہاد اور عصر حاضر کی جہادی تحریکیں (از حافظ عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ)

# تدریس قرآن و حدیث

مکتبہ افکارِ اسلامی